١٧

٣٤٠

ازمر لکاذرین

سـ ٣١٠ :

ومن اوفى بما عهد

الحمد لله والمنة كه بفضل خداے زمان و زمين سبقى

# دین
# انذار الناس
# شاهی

من تصنيفات عالم بے بدل اجل الكوزمن مولانا مولوى عابد حسين صاحب

بمطبع يوسفى دهلى طبع شد

قيمت ادر

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله علی ما آتانا بالنعم السوابغ وللمنة له علی ما انذرنا بالحجج
البوالغ والسلام علی النبی البشیر النذیر السراج المنیر والوصی لذلک الهادی الوزیر الامیر
نعم الامیر وذریتهما الائمة الهادین المهدیین لا عدیل لهم ولا نظیر هدینا بالغامس غیر تقصیر
وبعد حمد وصلوٰة واضح ہو کہ بحکم محکم وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ ادائے نذر واجب لازم اور بفحوائے صداقت انتمائے
وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ خداوند عالم الغیب نیت پر انسانکی مطلع ہے حیلے بہانے اسکے
سامنے پیش نہیں جا سکتے اور وہ بحکم وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ بدعہدونکا ساتھی اور مددگار
اور مشرکوں اور بدعتیوں کا یار و یاور نہیں اور فی زماننا دار الہنود ہندوستان ضلالت توامان
میں نذر و نیاز کے باب میں عجب خرابی واقع ہو رہی ہے ادھر بدعتیوں کا زور و شور
اور افراط ادھر وہابیہ کی تقصیر و تفریط وہ ہندوانی بیس ۲ پاؤ دال الگ ہی پکار رہے
ہیں وہ نقشہ ہو رہا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ
النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ
اور تو کچھ نہیں بگڑا اس کشمکش میں عوام بیچاروں کی گمراہی ہے علم سے عاری اہل علم سے

پس پورا کریں وہ منتیں اپنی ۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم کسی طرح یا منت مانتے ہو تم کسی منت کو بیشک اللہ جانتا ہے
اسکو اور نہیں ہے وہ گنہگاروں کا مددگار کہتے ہیں یہود نہیں ہیں نصاریٰ کچھ اور کہتے ہیں نصاریٰ نہیں ہیں یہود
کچھ اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب یونہی کہتے ہیں جنکو علم نہیں ۔ انہی کی سی بات پس اللہ فیصلہ کریگا انمیں دن قیامت کے جن باتوں میں جھگڑتے تھے

فراری کام چلے تو کیسے لیکن حق چھپا نہیں آنکھ کا اے بھی پڑھا تو پڑھا کہ ان کنتم صادقین اگرچہ بہ حسب
بلیٰ من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون
طاعت خدا سبیل نجات ہے اور حسب ارشاد ہدایت بنیاد بشیر و نذیر لا نذر فی معصیة معصیت اور حرام
کام پر نذر منعقد نہیں ہوتی اور بمفاد خبر مستفیض قول صادقین لا صدقة ولا عتق الا ما اريد به
وجه الله نذر و نیاز میں قربت خدا شرط اور ضرور ہے اور منقول ہے النذر نذران فما كان لله وفاؤه
وما كان لغير الله فكفارته كفارة يمين لیکن چونکہ بمقتضائے الصحبة مؤثرة تخم تاثیر صحبت کا اثر عوام شیعہ
بھی عقائد اہل بدعت و ہنود سے گرفتہ رفتہ رفتہ یہ بلا عام ہوگئی اور بعض امور حق ہو وطعن ملامت
وكان حقا علينا نصر المؤمنين بنا بر آں احقر ہیچمدان پُر تقصیر بے مایہ و بے بضاعت سراسر ضراعت معتقد ارباب
متمسک ثقلین ابو یوسف عابد حسین بن بخشش حسین تہار پوری انصاری یوپی سالار حسین زبان ملک و
عام میں یہ رسالہ **انذار الناذرین** تنبيها للغافلين و تبصرة للناظرين اصول صحیحہ اقوال معتبرہ سے
مرتب کیا امید ہے کہ ناظرین حق بین پسند فرمائیں اور کس قدر فتورات نذورات مومنین صاف ہو جائیں
وما توفيقي الا بالله ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا
مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم الٰہی یہ جگر پارہ چشم زخم ناانصافوں سے محفوظ رہے قبول درگاہ
ہو اور مومنین کا ملحوظ رہے سنو صاحب نذر کے لغوی معنے وعدہ کے ہیں اور شرع میں بندہ کا کسی کام کو
اپنے اوپر خدا واسطے واجب و لازم کر لینا مراد ہے کہ جنکو یا نذر جنکو خواہ شکرانہ یعنی شکریہ حصول مدعا یا
دفع بلیہ کے بلا پہ تبرعا بلا وجہ بلا شرط محض بنظر ثواب یا زجرا منع نفس کو بشرط خلف وعدہ بخوف
عقاب پس پہلی دونوں صورتوں کو شرع میں نذر مجازات اور شکر کہتے ہیں اور تبرع سمیت

---

کہدو لاؤ تم اپنی سند اگر سچے ہو ۔ ہاں جو سونپ دے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ ہو نیک کام کرنے والا ہے اجرت اُسکی اُسکے رب کے پاس اور نہ کچھ
ڈر ہے اونپر اور نہ وہ غمگین ہونگے نہیں کوئی منت گناہ میں نہیں کوئی صدقہ اور نہ آزادی بجز اسکے کہ مقصود ہو قربت خدا کی منت دو قسم کی
ہیں ایک جو اللہ کیلئے اوسکو وفا کرے اور جو کسی اور کیواسطے ہے پس اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے صحبت کا اثر ہے اور فرض ہم پر مدد مسلمانوں کی
لفظ کام ہندی میں فعل کو اور ترک فعل کو بدلیل اکثر فعل انفعال عام ہے کما ذہب الیہ بعض الاصولیین ۱۲ منہ

تینوں اول کی قسمیں طاعت اور بر کہلاتی ہیں اور چوتھی کو زجر بولتے ہیں اور زجر کے معنے
تنبیہ اور تادیب کے ہیں اسمیں ممنوعات اور مرجوحات سے نفس کو روکنا مراد ہوتا ہے
زجر بہت عمدہ بات ہے لیکن عرفاً متبادر اور معروف نذر کے پہلے دونوں قسمیں ہیں
اور پہلی دونوں شکلیں یعنی زجر و تبرع عرف میں عہد گنے جاتے ہیں اور بلفظ عہد واقع کیجاتی ہیں
اور عادتاً مستعمل بھی وہی دونوں صورتیں اول کی پائی جاتی ہیں اور نسبتہً کم زجر اور کم تر
مستعمل ہے بلکہ سید سند مرتضی رضی اللہ عنہ اس چوتھی صورت یعنی تبرع کے قائل نہیں فی عادہ غیر مشروط کو
نذر نہیں جانتے اور غور کیجیے تو حق بجانب ہے باقی الامر فوق الادب اور نذر معازات کو بقصد تقرب
ملکم شارع از نعمت بالاثرات ۱۲
سمجھنا محض تحکم ہے اسی نذر یعنی جزا کا قربات سے ہونا اور زجر و تبرع میں قصد قربت کی شرط لگانا بے شبہ
لازم ہے اور ہر صورت میں نذر کا ادا کرنا قربۃً الی اللہ فرض و متحتم ہے اسمیں بھی شک نہیں اور نذر
لجاج مثل یمین غموس و لجاج بالاتفاق عبث و باطل ہے اور نذر کا وعدہ بھی باطل یعنی قسم من لجاج و سود و
لاطائل ہے پس جو بنظر نذر معازات اختیار کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ انعقاد نذر کا شرع اسلام میں پانچ
شرطوں پر موقوف ہے **شرط اول** تلفظ صیغہ یعنی زبان سے ادا کرنا عبارت نذر کا نذر کی صحت کی پہلی
شرط ہے پس جو دل میں تلفظ محض قصد و نیت علی الاشہر انعقاد نذر میں کافی نہیں گو ایفا مستحب ہے اور
**انما الاعمال بالنیات** کے یہ معنے نہیں کہ نیت بلا عمل کافی ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل تابع نیت کے ہے
یا یہ کہ بلا قصد و نیت فاسد ہے پس عقد قلبی کیساتھ اقرار لسانی اور وہ بھی بصیغہ شرعی لازم ہے کہ
بغیر صیغہ شرعی کے کبھی نذر منعقد نہیں ہوتی اور صیغہ شرعی نذر کا یا لفظ للہ علی کذا ان
کان کذا ہے یعنی ایسا ہو تو یہ مجھپر خدا واسطے واجب و لازم ہے یعنی در صورت اول بشرط حصول
مقصود و بر آمد مدعا اور صورت دوم میں بشرط دفع بلا چہ مرض چہ وبا چہ قحط چہ غلا مثلاً اور صورت
چہارم میں بشرط بد عہدی و خلف وعدہ اور صورت سوم میں فقط للہ علی کذا بلا شرط مطلقاً اور

---

سلہ فی الدر و سہل بشرط فیہ القربۃ لا لحقیقۃ و یکفی التقرب فی الصفۃ الاقرب ۲ سلہ بس سبیل نیت کیساتھ
۲ سلہ واسطے اللہ کے مجھپر ہے ۱۲ منہ

فقط لله علی ان ابرء علی نذر ذبح کرنے میں مثل ہر سر لغو ہے بلکہ علی قربۃ صحیح شرعی ہے اور اسکے ترجمہ یعنی بجالا
کسی نیک کام کا امتثال نذر و برات ذمہ کو کافی و وافی اور نذرت لله کذا اور بطرفی نذرت الصلاۃ
ہوگا۔ نذرت للرحمن صوما سے انعقاد نذر محل تردد و مقام نظر ہے اس عبارت میں انشا
اور اخبار دونوں محتمل ہیں چنانچہ دونوں قصہ مریم اور مادر مریم کی حکایتی کیفیت پر مشتمل ہیں
اور روایت فقالت اللهم ان کشفت عنه فلحا تہ نحرۃ جواز پر ناظر ہے اگر ہندیہ میں نذر
قبول کرنا تسلیم کریں اور منت کی صحت کو سرد مہر ہیں تو انکے ترجمہ میں معاملہ برعکس نظر
آتا ہے نذر لله کذا کا ترجمہ یعنی خدا کیلئے یہ بات قبول کی انشاء وایقاع میں اظہر ہے اور
لله علی کذا کا ترجمہ یعنی خدا کیلئے مجھپر یہ امر لازم ہے یا میرے ذمہ ہے اقرار و اخبار میں مستعمل
تر ہے۔ اور عبارت نذر زبان ہندیہ میں بصیغہ حال و استقبال شایع تر ہے خواہ بلفظ نذر ہو
میں الله سے نذر کرتا ہوں یا نذر قبولتا ہوں کہ ایسا ہو تو یہ کروں یا یہی عبارت بلفظ منت
اور قبولیت ہو کہ فلاں کام ہو تو خدا کیلئے فلان کام کروں مثلاً میں منت مانتا ہوں کہ علم
پاؤں تو خدا واسطے علم پڑھاؤں یا قبولیت قبولتا ہوں کہ قبول صورت بین پاؤں تو راہ خدا
قبولی کہلاؤں یا بلفظ وعدہ ہو کہ میں اپنے الله سے عہد کرتا ہوں کہ بیٹا پاؤں تو حج کو جاؤں
بلکہ بغیر لفظ نذر و منت بھی جو عبارت صراحۃً یا عرفاً نذر پر دلالت کرتی ہو اُس سے نذر منعقد ہو
جاتی ہے مثلاً یہ کہنا کہ یا الله اگر میرا فلاں مطلب آوے تو میں ایک روزہ رکھونگا یا تیری
راہ میں دو پیسے دونگا یا الله میرا کام ہو جائے تو پانچ روپیہ کی نیاز کروں یا مسجد یا مدرسہ میں
دوں لیکن بقول کسے ثبت العرش ثم انقش جب عربی کو شرط نہ کریں اور ہندی میں صیغہ
نذر کو منظور کریں تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور جب اصل ہی میں کلام ہے تو پھر صیغہ ہندیہ کی
بحث طول کلام ہے علماء کے عندیہ میں لله علی شرط اذا فات الشرط فات المشروط

له واسطے انکے مجھپر ایک بیٹا کلام ۱۲ یعنی منت الله کیواسطے یہ ۱۲ اور یہ شبہ ہے نذر کا ترجمہ اسکے نماز ایکدن کی یعنی منت ماننی نذر
کرتا ایک روزہ ۱۲ اے بار خدایا اگر دفع کرے تو اس بیٹے کو فلانا نذر کی ہیر ازا دھم ۱۲ ثابت کر دیوار کو پھر نقش کر ۱۲ جب فوت ہو جاوے شرط

له واسطے انکے گھر ۱۲ عه واسطے انکے گھر سے نکلے نذر ۱۲ منہ

اس مقام سے یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی اپنی مشتبہ نذروں کو نہ مانیں اور اونکی صحت کو
نظر سے گرا دیں اور جو دقتیں اونکے صحیح ماننے میں ادنی سمجھ جاتی ہیں اوٹھانی پڑتی ہیں اوس سے بچ چھوٹ
جائیں لیکن نظر صحیح میں صحیح نذروں میں ایسا کرنا احتیاط کے خلاف ہے کیونکر جرأت ہو سکے کہ
ہندیوں کی نذر کو صیغہ عربی کے نہونے سے مفتی صاحب منظور فیہ ٹھہرائیں اور مقلد صاحب بجا
نہ لائیں جب نظر معنی و مطلب ہے تو عربی و فارسی کو کیا دخل ہے جو عبارت بلفظ صریح
عرفاً یا لغۃً مطلوب و مقصود پر نص ہو التزام فعل پر خدا کیلئے دلالت کرے اسکا کافی ہونا
قریب ہے یا ایہا الذین آمنوا اوفوا بالعقود[1] ایفائے عہد کی تاکید پر دال ہے اور اسکا سب کو اعتراف
و اقرار ہے کہ ہند میں اقرار کی صحت بلا تکرار ہے اور نذر بھی ایک عہد و اقرار ہے بندے کا اپنے
مالک سے قول و قرار ہے خیر صیغہ ہندی کی صحت کا اقرار ہو یا انکار بہرحال خدا سے تعلق ہونا
شرط ہے نذر میں اوسی سے سرکار ہے اگر خدا سے معاملہ ہوگا خدا کے نام سے علاقہ نہ ہوگا تو
شبہ نذر منعقد ہوگی منت کہلائیگی لغو ہو جائیگی گو دلمیں اللہ کا قصد بھی کیے علی الاشہر
باقی رہا یہ امر کہ لفظ جلالہ سے متعلق ہو للہ کہے یا ہر اسم ذات یا اسم صفات مختصہ و منصرفہ کافی ہے
اور بقیاس یمین و قسم در حکم قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی[2]
ہر اسم پاک سے منعقد ہوتی ہے رب کہے یا داور خدا کہے یا پرمیشر یا فقط اسماء توقیفی سے
عبارت کا بھی یہی مقتضا ہے خصوص ہند میں بھی دستور ہوا ہے اور دروس سے اسکی تائید
نکلتی ہے اسمائے خاصہ کو شرط کیا ہے و لاکن بعض فقہا کے کلام سے تخصیص لفظ جلالہ یعنی اسم
پاک اللہ کے مفہوم ہوتی ہے پس للرحمن علی بھی کافی نہیں وجہ اسکی اشتراط صیغہ للہ علی
کذا سے پیدا ہوتی ہے اور قیاس بے اساس شرع میں اوس پر بنا نہیں ہو سکتی مرضی مولی
از ہمہ اولی حکم شرع بر سر آنکھوں و صدقنا فیہ نظر کما تراہ الحاصل حب بلفظ جلالہ اور اسم اللہ سے تعلق

---

[1] اے مسلمانوں پورا کرو عقدوں کو [2] کہہ تو اے محمد پکارو اللہ کو یا پکارو رحمن کو جس نام سے
پکارو درست ہے کہ واسطے اوس کے بہت سے اچھے نام ہیں ۱۲

نذر یا تو اسکی دو صورتیں ہیں اول یہہ کہ کسی سے تعلق نہ دے یون کہے ان کان کذا فعلی کذا
کہ اگر فلاں امر ہو جاوے تو فلاں کام کرنا مجھپر لازم ہے یا کہے علی نذر میں نذر کرتا ہوں کہ
فلاں امر کرونگا یا منت مانتا ہوں کہ کوئی مدہ بہرونگا اس صورت کا بطلان اظہر ہے لیکن لفظ
نذر و منت میں انعقاد اقرب ہے اگر نذر سے نذر اللہ مراد ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ
خدا کے سوا کسی دیگر سے تعلق دے اسکی نذر کرے سیتلا مسانی یا دیبی بھوانی یا بھوت
پریت یا جن و ملک سے معاہدہ کرے یا بتاں و اصنام یا کسی ناپید و گمنام کی نذر کرے
یا کسی پیر و فقیر یا شہید مرد صغیر و کبیر کی منت مانے سو خدا کی چہوڑ کسی کی منت اور نذر ہیٹ
درست نہیں ہے۔ پیر دستگیر ہو یا سپہ سالار سرور سلطان یا زید و شیطان خواجہ اور مدار
یا لوگا پیر ظاہر دیوان پیراں یا اسد و اعلی بخش یا شاہ نور شاہ ولایت یا قطب اور غوث
سب کی منت ماننا بدعت سیئہ نہایت بیجا ہے شیعہ کے خلاف ہے ثواب یکطرف الٹی معصیت ہے
جانے تاویل اور محل تاویل نہیں کہلا شرک اور صریح بدعت ہے جہ جاے آنکہ انسے مراد مانگے اور استعانت
کرے کیہ تو گوہ در گوہ ہے یہ گنگلا ملیدہ و پیوڑی گتا بکرا مینڈہا مرغا مرغی سٹہائی ناچ مجرا پان
پہول چراغ غلاف کیچہ کرنا دہنٹر قبروں پر چڑہانا یا استہانوں پر لیجانا گدہے کتے چیل کوونکو کہلانا
قبروں پر سجدہ کرنا چوکہٹ پر سر دہنرا نذر نیاز دلانا حاجتی جاننا سہم سنو بے بہبو اور ایجاد صوفیہ
نا صاف ہے خود علماء سنی کی تصریح ہے کہ تشریع قبیح اور کفر شنیع ہے توبہ کرے بلا نذر بہی نکے گرد
نہ پہرے اور نظر گذر سے نہ ڈرے شیطان پرستی ضعف ایمان ہے لاحول و لا قوۃ الا باللہ توضیح و
تشریح ایسے امور کی صراط المستقیم میں کیگئی ہے من شاء فلیرجع الیہ اور آیا صرف میں لانا
کہانا پینا بہی ایسی نذورات کا روا ہے یا نہ تو حکم یہہ ہے کہ حلال و مباح ہے فساد نیت ناذر سے تحریم
نذر کا حکم بیجا ہے کوئی کسی کا بوجہہ نہیں اٹہاتا ولا تزر وازرۃ وزر اخری چڑہانیوالا خاطی
ہے چڑہاوے کی کیا خطا الا ما ذبح علی النصب[1] یعنی بلدان کا کہانا نا روا ہے اور جو

[1] سواے اُس چیز کے جو ذبح کی جاے بتوں پر

اُسکی تائید مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہ سے ہوتی ہے یعنی جو جانور خدا کے نام پر ذبح ہو گا وہ جھٹکا اور مُردار
ہے اور ارباب سکا خیال ہے کہ شرکت اور اعانت اور تصویب اور تائید بنائی جائے عقیدہ
اور کلام میں بانی کے شرکت کہلائے پس نجس سے قیدی پر تین حرف کہا اور گیارھویں
کو چکھ جا اور خضر کو نذر بند جا کر بسم اللہ کر کے خواجہ کا بکرا حلال طیب ہے ہضم کر جا
علیٰ ہذا تیرہ تیزی کے ناریل اور پاک چیزیں جو ہاتھ لگیں تو کالائے غنیمت سمجھ مسلم کو
سب بھینٹ لو نیاز ہیں وہابیوں کی مت، اِنَّ المرء مع ما نوی کرد نی خویش آمد نی پیش
اُنکی نیت اُنکے ساتھ ہم اپنی نیت کے ساتھ قہر درویش بر جانِ درویش اب ایک
مسئلہ اسکے متعلق اور باقی رہا وہ یہ ہے کہ ایسے بدعتی میلوں میں سیر سپاٹے کی نظر سے جانا
یا بچوں کو اور بانکی غرض وہاں لیجانا یا اُنکا بھیجنا بھی روا ہے یا نہیں ہے سو کیفیت
ہے کہ سوادِ کفر و بدعت کا بڑھانا ہے۔ کفر و شرک کے مجمع سے ایک آدمی کم ہوا یک بھی
سہی اور فقط بنظر خرید و فروخت جانا بھی روا ہے یا نہیں خصوصاً اس نظر سے
کہ اکثر جگہ سے عمدہ چیزیں نایاب و کمیاب آ کر وہاں بکتی ہیں اور ارزاں یا بکفایت ملتی ہیں
اور سودا خوب فروخت ہوتا ہے وہ بازار اکثر استھان اور مزار سے الگ بھی ہوتا ہے بدعتی اور
مشرک لوگوں کے ہجوم اور مجمع سے یہ مجمع غالباً ہٹ کر قائم ہوا کرتا ہے تو حکم یہ ہے کہ یہ بات
قابل بحث ہے کہ جو سودا وہاں ملتا ہے بہتر ملے گا زیادہ بریں غنیمت کہ گراں
و ناقص ہو اور اسباب وہاں نہ بکا اور جگہ بک جائیگا بھی یہ سستا بکیگا پس وہاں خرید
فروخت کو بھی جانا بہتر نہیں خصوصاً اُن لوگوں کے ہاتھ علی الخصوص چڑھاوے کی چیز
اور کھلونے وغیرہ مورتیں اور باجے بیچنا یہ کب روا ہو سکتا ہے مومن نقصان عاجل کو
نفع آجل کے واسطے گوارا کرتا ہے ہاں پند و نصایح اور انسداد و ممانعت کو جانا درست
ہے خدا ہمت و قدرت دے آمین ثم آمین یہ جھگڑا تو ہو چکا اب ایک [illegible] مرحلہ باقی

ارشاد حضرت معین الدین چشتی ... [illegible]

لہ وہ چیز کہ پکارا جاوے اُسپر واسطے غیر خدا کے ۱۲

کہ نبی اور امام و شہدائے کرام سے منت ماننا اور ان سے مراد مانگنا اور نذر و نیاز چڑھانا کیسا ہے اور امام و نبی سے تقرب کرنا یعنی انکی خوشنودی کو کوئی کام انکے لئے کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ کوئی جاہل عالم للنبی علی کن الحسین علے مجلس العزا نہیں کہتا ہاں یوں کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ و یا مشکلکشا و یا حضرت امام حسین یا حضرت عباس یا جناب سیدہ زہرا میرا فلاں کام ہوجائے تو میں تمہارے نیاز کروں نذر چڑھاؤں حاضری دوں کونڈہ بھروں صحنک کروں پس اس مقام پر چند امور میں بحث درکار ہے اول انکی شان اور مقام اور منزلت کا بیان دوسرے حکم استمداد اور طلب مراد اور استعانت اور اسکی کیفیت تیسرے انکی نذر و منت اور اس کا بطلان یا صحت چوتھے عبارت مذکورہ کا معنی و مطلب اور اسکی صحت اور سقم اور تاویل اقاویل عوام کالانعام فی مثل ہذا الکلام والمقام پانچویں بیان طریق احتیاط و سبیل نجات و سیرت سلف صالح تحقیق و تنقیح ان امور خمسہ کے مراحل اربعہ میں طے کیجاتی ہے مرحلہ اول اسمیں جائے کلام اور مقام وقت نہیں ہے کہ لا مایستوی الاحیاء ولا الاموات سے وہ حضرات مستثنیٰ ہیں کہ انکی حیات باطنیہ پر قرآن و حدیث شاہد ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون قرآن میں آیا ہے اور تصرف بھی ان کا بعد ممات کے شبہ پایا جاتا ہے۔ اسکے انکار میں صدہا روایات اور معجزات کا انکار لازم آتا ہے باقی یہ امر کہ وہ سمیع و بصیر و عالم الغیب روشن ضمیر ہیں یا نہیں اور ان سے ہمارا استغاثہ و ندا کیا معنے رکھتا ہے پس یہ امر ثابت ہے کہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا صفت خدا ہے لا یعلم الغیب الا اللہ نبی و امام نہ ہر جگہ حاضر ہیں

---

لہ نہیں برابر زندہ اور مردہ ۔ لہ نہ کہو تم انکو جو مارے گئے راہ خدا میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں

نہ ہر طرف ناظر تین علم کا ن م ما یکون ہے یہہ مطلب نہیں کہ سمیع و بصیر اور روشن ضمیر ہیں بلکہ
لا علم لنا الا ما علمتنا اسکی تفسیر ہے حصولی اور حضوری کا فرق عیاں ہے اور یہہ بھی
ظاہر ہے کہ ہماری آواز قبور مقدسہ تک نہیں پہونچ سکتی البتہ بعض احادیث سے ظاہر
ہے کہ نبی و امام ہماری ندا کو سنتے ہیں اور صورت اسکی یہ ہے کہ ہماری صدا بحکم خدا
فرشتے اون تک پہنچاتے ہیں اور وہ حضرت خود بھی جسم روحانی سے گاہے ماہے آتے
جاتے ہیں اور علم لدنی کے مالک ہیں بہت سی باتیں اونکو من اللہ معلوم ہیں یہ
ہی صحیح و درست ہے ہم نہ سنی اور خارجی کیطرح اصل امامت و خلافت یا فضیلت و منقبت کے
منکر ہیں نہ مفوضہ و غالیہ کی مانند ربوبیت اور الوہیت کے معتقد ہیں جناب امیر علیہ السلام
فرماتے ہیں هَلَكَ فِیَّ اثنانِ عدوٌّ قالٍ و مُحِبٌّ غالٍ مفرِط و مفرِط دونو یکساں ہیں
سگ سعید ار شغال گہٹانے بڑہانے والے کا ایک مآل ہے خیر الامور اوسطہا
میں بین بین اپنا طریقہ ہے والحمد للہ علی ذلک یہ مرحلہ اول تو طے ہوا امر مرحلہ دویم
سیہ امر ظاہر ہے کہ ندا و ندبہ اون حضرات کا روا ہے یا رسول اللہ یا ابا عبد اللہ جا بجا کتب
دعوات و مراثی و مزار میں پایا جاتا ہے پس اسکا انکار کرنا بر خلاف مذہب حقہ درست نہیں ہے
آسکے کلام استمداد و استعانت میں ہے پس واضح ہو کہ غیر خدا سے مستقل یعنے مالک و خود مختار
و قدرت و حکم والا جانکر استشفا اور استرزاق و استیلا و استخلاق غلو و شرک ہے نعوذ باللہ
منہما خالقیت و رازقیت خاص صفت خدا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پر اپنا عقیدہ ہے
اور اگر معین بالاستقلال نہ سمجھے بلکہ وسیلہ و واسطہ یا دار و غہ و کارکن سمجھکر التجا کرے ید اللہی اور
معجزہ نمائی کو اسکی سند گردانے یا یوں کہے کہ اللہ کے حکم سے تم میں سب قدرت ہے میری
مدد کرو جیسا کہ شاعر نے لکھا ہے سہ مختار کارخانہ تقدیر کردیا ٭ علی الظاہر تفویض لازم

---

نہیں ہمکو علم مگر جو تو نے بتلایا ۱۲ منہ   سے ہلاک ہوے میرے معاملہ میں دو دشمن گہٹانیوالا اور دوست
بڑہانے والا ۱۲ سے عمدہ با تیچ کی راہ ہے ۱۲ سے ہم تمہی کو پوجتے ہیں اور تمہی سے مدد چاہتے ہیں ۱۲

آویگی غلو ہو جائیگا خواہ تفویض کو شرک کہیں جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے یا تقول و افترا میں
داخل گردانیں الغرض اجتہاداً یا تقلیداً تفویض ہر طرح سے عقائد اثنا عشریہ کے خلاف و اقتصاد کے
منافی ہے مفوضہ کا عقیدہ غالیوں نکالا ہوا بالیوں کا طور و طریقہ ہے[1] لاجبر ولا تفویض ورنہ سمجھنا
کہ جو وہ چاہینگے خدا کریگا اسوجہ سے ہمکو استمداد روا ہے یہ بھی بنا غلط ہے بلا تشبیہ ملی سست
گرو چیت کا نقشہ ہے ائمہ فرماتے ہیں[2] نحن عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول
وهم بامره يعملون بلا حکم و مشیت باری وہ کچھ نہیں کرتے جو حکم ہوتا ہے
بجا لاتے ہیں پس بلا واسطے خدا سے التجا کرنا زیبا ہے اور قرآن میں[3] من یشفع عندہ
الا باذنہ آیا ہے منشا یہ کہ شفاعت ہوتی ہے اور جملہ حاجات شیعہ کے شفاعت میں ماخوذ ہونا
محض احتمال ہے سلمنا لکن ضرور نہیں کہ ہر سوال امضا پائے سلمنا لا لکن اختیار تفویض
تو باطل ٹھہری پس افعال خدا کو ان کی طرف نسبت دینا اور انسے استشفاء اور استرزاق
کرنا صحیح نہیں ہے اور استخلاق و استیلاد پر کوئی سند نہیں اور سات بیٹے دینے کی روایت پر
غرہ ہونا بیجا ہے اول تو روایت کی سند میں کلام دوسرے کلام اللہ اور حدیث رسول کے خلاف
ادھر ائمہ کا انکار و استنکاف پس بیروانیس کے اشعار آبدار اور روایات اغیار حجت و تکرار سے
اعتبار ہے اور سید الشہدا اسوقت امام بھی نتھے سب کچھ ہے بھی اصل روایت تمہاری مفید مطلب
نہیں خدا اگر کسیوقت اپنے بندہ کے وعدہ اور قول کو سچا اور پورا کردے تو خود مختاری کی سند
نہیں ہوسکتی جیسا کہ ایک لشکری کی ضمانت کو جو کسی کافر سے کرلے نبی وامام الرضا فرماتے
ہیں انفذا و جاری کردیتے ہیں اور بعد جنازہ کی نماز پڑھنے والوں کا قول اور انکی شہادت
میت کے بابین تصدیق کردیتا ہے پس چونکہ خدا کو حضرت سید الشہدا کی خاطر منظور ہے اگر کچھ انکے
قول کو صحیح کردے تو ہوسکتا ہے نہ یہ کہ وہ قضا و قدر کے مختار تھے نعوذ باللہ حکم ربانی کا

---

[1] نہ جبر ہے نہ تفویض [2] ہم بزرگ بندے ہیں نہیں پیش دستی کرتے ہیں اوسپر کہنے میں اور وہ اسی کے
حکم پر عمل کرتے ہیں ۱۲ [3] اور کون سفارش کرے اونکے روبرو بے اونکے اذن کے۔

مقابلہ کرتے تھے اور یہ بات اونکی عادت اور سیرت میں داخل ہے لے يفعل الله ما يشاء
ويحكم ما يريد اور اگر یا علی مدد اور یا امام جعفر صادق یا حضرت عباس وغیرہ الفاظ سے یہہ
مطلب ہو کہ یہہ حضرات اللہ کے حکم سے کردیں خدا سے عرض کرکے ہماری مدد کو پہونچیں
امداد کریں تو علاوہ مضامین بالا کے اول تو فقط ان کاموں میں جو کام خدا بواسطہ ہی کرتا ہے
اس تاویل کی صحت ممکن ہے نہ مطلقاً تاہم سیرت سلف صالح کے خلاف ہے اس قسم کی
استمداد و استعانت ارواح طیبہ سے منقول نہیں ہوئی زمن معصومین میں اصحاب آئمہ و خواص و
عوام شیعہ میں یہ مروج ہو معلوم نہیں ہوتا یہہ اعجاز طلبی ہے تو اسکے لئے موقع مقام ہے
بہرحال عموم قدرت کی تصدیق میں ہمکو بھی کلام ہے ورنہ ترحم یا نبی اللہ ترحم ؛
صوفیہ کا قال و مقال ہے اور قصۂ قیس و حکایات جہاز وغیرہ حکایات و روایات جو کتب
مناقب و معجزات میں درج ہیں بے سند اور مرثیہ اور مناقبو میں نظم ہوئے مسائل فقہ
اور علم عقاید کی سند نہیں ہوسکتی پس بہر صورت اور بہر تقدیر ان لفظوں سے یا اللہ کہنا بہتر ہے
اور اگر ان کلمات سے توجہ اور توسل و تشفع مراد ہے جیسا کہ درود طوسی اور زیارات اور دعیات
توسل میں لکھا ہے یعنے یا علی مدد سے یہہ مقصود ہے کہ یا امام تم خدا سے دعا کرو سوال کرو کہ
میرا مطلب بر آرہو قاضی الحاجات میری مراد پوری کردے تو احتمال صحت قوی ہے لیکن
تاہم بہتر اور انسب یہی ہے کہ بجائے ان مشتبہ لفظوں کے صریح الفاظ توسل مستعمل ہوں جیسا کہ
کتب مذکورہ میں مروی ہے اور خدا سے بلا واسطہ ان حضرات کا واسطہ دیکر طلب کرنا یعنی یوں
کہنا کہ یا اللہ بتصدیق ائمہ معصومین ہماری حاجت پوری کردے یہہ سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے
بلا دقت اور بے خطر ہے چنانچہ علما اور فضلا میں یہی طریقہ دائر و سائر ہے ع
خدایا بحق بنی فاطمہ ۔ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ ؛ مرحلہ سوم نذر و منت ماننا یہہ ایک
معاملہ مخصوص بذات مقدس خدا ہے بغیر خدا کے مشروع نہیں ہو جاہے فعل قربت

لے کرے اللہ جو چاہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے ۱۲

جو نذر کرتا ہے خدا کیلئے ہو یا مخلوق کیلئے اور استمداد مخلوق سے ہو یا خدا سے ہو۔ پس اگر کسی مخلوق کے
نذر کریگا اور منت کی منت مانیگا تو جیسا کہ یمین و قسم بغیر ذات و صفات الٰہی کے نبی اور امام یا قرآن و کلام پر منعقد
نہیں ہوتی بلکہ اسکے جواز میں کلام ہے اسیطرح نذر بھی منعقد نہو گی بلکہ یہہ فعل اچھا نہیں اور نذر
کا وعدہ اور عہد پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کہ وعدہ کا عموم مشروع ہونا معلوم ہے باقی نذر وہ ظاہر ہے
کہ فعل قربت اور طاعت ہے اور قربت و خوشنودی کسی مخلوق کے اعمال خیر میں مشروع نہیں
نبی ہو یا ولی امام ہو یا شہید چہ جائیکہ ذریت طاہرہ و علما و صلحا فعل قربت غیر خدا کیلئے کرنا اور
عبادت مخلوق کے بجا لانا اصول اسلام کے خلاف ہے حدیث میں وارد ہے [۱] لا عتق ولا
صدقة الا ما ابتغی به وجه الله بلکہ رسول اللہ سے خدا نے قرآن میں فرمایا ہے
قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰهکم اله واحد فمن کان
یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا [۲]
شرک کی بہت قسمیں ہیں از انجملہ شرک فی العبادة ہے جو سب میں بدتر ہے اور شائع تر ہے اور
لا اله الا الله میں اسی کی نفی کا اثبات و اقرار ہے اور یہہ کہنا کہ خالصاً خدا کیلئے نذر کرنا
منت ماننا بمنزلہ اسی کی نذر کے ہے کا نہ خدا کی نذر ہے آن بات تو نسے کام نہیں چلتا
یہہ تاویل علیل اصول شرعیہ بر اصل و منازل دور ہے خاص ہوں یا عام عبادت کسی کیلئے جائز
نہیں اور اگر نذر و نیاز کے مجازی معنے مراد لیں یعنی ہدیہ بیت اور ترویج دینا بت کو تعظیماً
و تکریماً نذر و نیاز کہیں یا ہدیہ اور پیشکش منظور ہو اس نظر سے کہ سلاطین کے ہدیہ کو نذر بولتے
ہیں اور وہ پادشاہ دین و دنیا ہیں تو یہہ بھی بنا ہے فاسد علی الفاسد ہے یعنی وہ خود غلطی ہے
عوام کالانعام اہل سنت نے سلاطین کو ظل سبحانی اور خلیفۃ الرحمانی ٹھہرا کے خوشامد کی

---

[۱] نہ بردہ آزاد کرتا ہے اور نہ صدقہ دیتا ہے مگر جبکہ مقصود ہو اس سے ذات اللہ کی [۲] پس میں ایک بشر ہوں
تم جیسا وحی آتی میرے پاس بس معبود تمہارا اللہ واحد ہے پس جو امید کرے اللہ کے ملنے کی پس چاہیے کہ وہ عمل کرے
عمل نیک اور نہ شریک کرے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو ۱۲

نظر ہو اونکی پیشکش اور رشوت کو نذر کہدیا جیسا کہ ہدایا و فتوحات شیخ و مرید کو صوفیہ نے عجز و نیاز
سے نیاز نام رکھدیا کیونکہ نہو صوفیہ حلولیہ کے نزدیک انبیا و اولیا اُسیکا جلوہ ہیں پس جو
کہیں سہو ہو تو غرض تم رسلطانی پر نذر و نیاز ایمانی کا قیاس کرنا بیجا ہے اور اگر یہ خیال کریں جیسا
کہ طعام موتی کو بوجہ سورہ فاتحہ کے فاتحہ کہنے لگے یا نذر و نیاز پڑھے جانیسے الحمد کا پڑھنا نیاز
دینا مشہور ہو گیا اسیطرح ترویح آئمہ معصومین کو کہ غالباً بوجہ نذر ہوتی ہے نذر کہنے لگے
ولا مناقشۃ فی الاصطلاح تو بھی مناقشہ سے خالی نہیں ہے اور جب نذر و نیاز کا اطلاق
شرع میں قربت خدا پر آیا ہے بلکہ بعض قوم میں معبودوں کے ہدیہ کو چڑھاوا وہ اور جو کہ ہدیہ کو نذر
اور نیاز اور خدا کے وعدہ کو نذر و منت کہتے ہیں تو اُسکو عام کر دینا خلاف احتیاط ہے پس
معلوم ہوا کہ نذر و نیاز کا لفظ اس موقعہ پر بعض طرح بے موقعہ ہے ہدیہ کہنا اولی ہے کیونکہ خدا نکردہ
اگر نذر و نیاز کے حقیقی معنی مراد لیں اور تقرب اور خوشنودی ان حضرات کی مدنظر ہو جیسا کہ
ظاہر اقوال و افعال جہال کا مقتضا ہے تو بڑی خرابی شرک و بدعت ہے و اگر مجازی معنی
مراد لیں تو خلاف احتیاط و مخالف سیرت ہے **مرحلہ چہارم** توضیح اصل مرام و تفسیر و تاویل
مفہوم کلام عوام کے بیان میں نذر و منت میں طریقہ شائعہ یہ ہے کہ ارواح معصومین کو مخاطب
کر کے کہتے ہیں کہ یا حضرت ایسا تم کر دو یا تمہارے حکم سے ایسا ہو جاوے تو میں تمہاری نذر
چڑھاونگا تمہارے واسطے ایسا کرونگا اس کلام عوام میں قطع نظر صیغہ شرعی نہونیکی
دوہری دقت ہے ہم قربت ہم استعانت یعنی شرک فی القدرت اور شرک فی العبادت
دونوں لازم آتے ہیں اور اگر یہ سمجھے کہ چونکہ اللہ کے حکم سے تم میں سب کچھ قدرت ہے تم
میری مراد پورا کر دو میں تمہارے واسطے یہ نذر چڑھاونگا تو تفویض اور تقرب ہے یہ بھی باطل ہے
اور اگر یہ کہے کہ یا امام یہ میرا کام کر دو میں تمہارے لئے یہہ کار خیر بناتا یا اصالتاً بجا لاونگا
تو گو تقرب اور شرک فی العبادت نہو مگر استعانت میں تفویض یا غلو لا کلام ہے ر

---

لہ اور نہیں جھگڑا ہو سکتا اصطلاح میں —

اور اگر یہہ کہے یا امام تم خدا سے دعا کرو میری حاجت بر آوے میں تمہاری مجلس کرونگا نذر دلاونگا نیاز کرونگا کونڈہ بہرونگا حاضری کرونگا تمہارے نامپر یہہ دونگا اور مراد ان لفظوں سے ظاہری معنے ہوں تو تفویض اور غلو تو نہیں مگر قربت میں شرکت باقی رہے اور اگر ان کلموں سے مجازی معنی مراد ہوں یعنی ترویج و نیابت مقصود ہو یعنی قربتاً الی اللہ مجلس کرونگا نذر اللہ و نیاز خدا اور اللہ کے نامپر حاضری اور کونڈہ بہرونگا آپکی طرفسے یا تمہاری خدمتمیں ثواب پہونچانیکو تو علی الظاہر معنی کی روسے احتمال صحت ہے مگر ظاہر الفاظ کی راہ سے دقت ہے علاوہ شبہ تقرب کے شرط جزا شفاعت میں لگانا گویا رشوت یا جعالہ ہے اور حق السعی کی تو بھی شرع میں نہیں لکھا ہے اسیوجہ سے عہد اور وعدہ کی تاویل بھی ضعیف و علیل ٹھہرتی ہے یعنی یہہ کہنا کہ ہم نذر نہیں کرتے علی الحسین مثلاً نہیں کہتے بلکہ اپنے امام سے عہد و وعدہ کرتے ہیں کہ آپکے طفیل سے ہمارا کام ہو جاوے تو ہم آپکی نیاز دلاوینگے یعنی ترویج بجالاوینگے یا نیابت ادا کرینگے اور عہد و وعدہ ہر شرع سے روا ہے چہ جائے مقربان خاص کبریا اور حضرت[ع] نے فرمایا[ع] الکریم اذا وعد وفا و اذا توعد عفا یہہ تفسیر و تقریر علاوہ سقم مذکور کے المعنی فی بطن الشاعر ہے منت کرتے وقت اگر نیت بلا ایسی شرح کو ساتھہ رکھے تو بہتر ہے مگر تاہم یہہ تاویل کچھہ بن پڑتی ہے اگر استعمال میں خرابی نہو۔ اور اگر یہہ مقصود ہے کہ یا امام تمہارے صدقہ اور طفیل سے خدا کر دے تو میں قربتاً الی اللہ تمہاری فاتحہ دلاونگا نیابت بجالاونگا اور مقتضائے ایمان بھی اسی کو چاہتا ہے غالباً یہی معنی مراد لیتے ہونگے اور نذر سے نذر خدا یا ہدیہ و نیابت کا قصد کرتے ہونگے چنانچہ فہمیدہ اور سنجیدہ لوگ بھی توجیہ اور تاویل کرتے ہیں تو گو علی الظاہر خطاب کیوجہ سے دقت معلوم ہوتی ہے مگر بعد تعمق اقرار صحت کا مضایقہ نہیں

---

[۱] یعنی با حضر [۲] یعنی ایک کونڈہ بہر [۳] سخی جب وعدہ کرے وفا کرے گا اور جب دہمکا دے

احوط یہ ہے کہ تمہارے تصدق سے طفیل سے یا مثل اسکے توسل کے لفظ کہا کریں لیکن
کہ بعض صحبت یافتہ اشخاص کا طریقہ ہے کہ بدون اسکی عبارت مشتبہ خلاف ظاہر مسلک
احتیاط کے خلاف ہے اور نذر و نیاز کا لفظ بھی نہ کہیں ہدیہ و تروح و نیابت کہیں جیسا کہ
بعض مانندہ لوگ کرتے ہیں تو اور بھی احوط ہے کہ کلام اشتباہ سے صاف ہو نیت و عبارت
مطابق رہیں اور اگر امام سے توسل کرے اور صراحۃً نذر خدا کا وعدہ کرے جیسا کہ بعض مجتہد
لوگ کرتے ہیں تو اور صاف بےخطر ہو جاوے اور اگر خدا سے مجلس عزا یا نیاز امام و نیاز
رسول و حاضری کا وعدہ کرے اور بدیں عبارت نذر مانے کہ للہ علی مجلس العزا یا نیابت
الرسول یا ہدیۃ الامام یا تروح البتول یعنی خدایا اگر میرا مطلب در کار بتصدیق ائمہ
اطہار بر آر ہو تو میں تیرے امام کیواسطے انکی طرف سے یا انکے ایصال ثواب کو مجلس کرونگا
یا مصلی اور نکیلے کہلاؤنگا یا صدقہ و خیرات بجالاؤنگا یا نیاز دلاؤنگا یعنی فاتحہ کہلاؤنگا
جیسا کہ بعض واقفکار کرتے ہیں تو اصل نذر بلا کھٹکے درست ہے گو لفظ فاتحہ میں بحث و
نظر ہے چنانچہ تشریح اسکے خاتمہ پر پیش نظر ہے لیکن ایک بات اور معلوم ہو جانی چاہئے
کہ آیا نذر میں دعا مانگنا خدا سے یا التجا کرنا آئمہ ہدا سے جو معمول اور مروج ہے یہ بھی کچھ ضرور
شرط ہے۔ یا اختیاری و اضطراری بات ہے اور مفید ہے یا مضر اسکی یہ تفصیل ہے
کہ صیغہ عربی میں اسکی ضرورت نہیں ورنہ اور سہیں ہوتا ہے باقی ہندی عبارتوں میں
فی الجملہ اسکی ضرورت پائی جاتی ہے غالباً ہندی عبارتیں عہد سے شبیہ ہیں اور
بدون خطاب کے کم بن پڑتی ہیں مثلاً صحت پاؤں تو صحنک کروں نیاز دلاؤں یا دس
مصلی یا پانچ پارہ کی تلاوت کروں منت نہیں کہلاتی منصوبہ گنا جاتا ہے ہاں اگر منت
اور قبولیت یا نذر و عہد کا لفظ ہو تو بدون خطاب کے نذر صیغہ نذر منعقد ہو جاتا ہے منت منعقد
ہو جانے میں شبہ نہیں رہتا مثلاً میں منت مانتا ہوں قبولیت قبولتا ہوں یا نذر کرتا ہوں
کہ صحت پاؤں تو نذر دلاؤں یا نیاز کروں یا ملیدہ چڑھاؤں یا کونڈہ بھروں یا حاضری

حاضری کروں یا صمنک بھروں الغرض ندا و خطاب التجا و التماس کا مضائقہ نہیں ہے

نہ صیغہ کی شرط ہے نہ صیغہ کی منافی ہے بلکہ روایت مذکورہ اللھم انی کشفت عنہ اس عبارت

کی قدامت پر شہادت دیتی ہے مگر غیر خدا سے خطاب کرنا نہی ہو یا اولی اُسکا یہ حکم نہیں ہے

چنانچہ ما سبق میں مفصل بیان ہوا کہ اسکی چند صورتیں ہیں اور اولیٰ عدم تخاطب بغیر خدا ہے

الٰہی تیرا شکر ہے خدا خدا کرکے بُری جان جو کہوں اور وقت ادائے مصیبت ہے شرط اول

نمٹا اب شروط باقیہ — نذر کا وقت ہے شرط دوم قصد ہے انما الاعمال بالنیات

عمل کا دار و مدار نیت پر ہے بدون قصد و ارادہ کے محض تلفظ اور منہ سے کہنا صیغہ کا

کافی نہیں ہے فلہذا مست و مخمور اور بیہوش و مجنون اور مغلوب الغضب اور سوتے کی نذر منعقد نہیں

ہوگی علیٰ ہذا تلفظ صیغہ بدون لحاظ معنی کے یعنی لِلّٰہِ عَلَیَّ کا طوطی کیطرح تلاوت کر لینا

ناخواندہ آدمی سے انعقاد میں کافی نہیں ہے اسی جگہ سے جاہل نکاح خوانوں کی صیغہ

عربی پڑھنے میں وقت ہے اور بلا قصد نذر ریا و سمعہ یا نشو و نما اور نامودی کو صیغہ زبان سے

جاری کرنے سے بھی نذر منعقد نہیں ہوتی علیٰ ہذا نذر زجر و تبرع بدون لحاظ قربت و

رضا حضرت عزت محض زجر نفس کو بغرض نفع دنیا و حفظ مال و جاہ مثلاً فقط صیغہ پڑھنے سے

نذر نہ کہلاویگی اور قصد سے مراد قصد انشا و ایقاع ہے گذشتہ و آئندہ سے اقرار و اخبار

مقصود نہو اسی بات کی رعایت اَلنُّحْتُ وَزَوْجَۃٌ وَقِبْلَۃٌ وَرَضِیْعُہٗ درکار ہے کہ نذر کا

ذکر اور منت کا وعدہ نذر و منت نہیں ہوتی یہ سب بحث خود ناذر کے حق میں ہے باقی

دوسروں کے واسطے محض ظاہر حال اور اقرار کافی ہے اَفْعَالُ الْمُسْلِمِیْنَ مَحْمُوْلٌ عَلَی الصِّحَّۃِ

شرط سوم قابلیت ناذر کی ہے یعنی کہ بالغ و عاقل مسلمان و مختار ہو کہ نذر صغیر و مجنون

و کافر کی صحیح نہیں البتہ کافر کو بعد اسلام سے مشرف ہونیکے نذر کفر کا ایفا کرنا مستحب ہے اگر للہ

و فی اللہ ہو ورنہ نہ اور آیا کھانا اس شیرینی وغیرہ محکوم بالطہارت چیز کا جو غرا خانہ و تقبل

۵ مسلمانوں کے فعل محمول ہیں صحت پر ۱۲

شریح وکرم طاہر ہنود و نصاریٰ وغیرہ چڑھاتے ہیں کیا حکم رکھتا ہے اظہر جواز ہے جبتک کہ
اُنکی رطوبت مس کرنے مثل شربت کے نجس نہو اور حرام چیز بھی نہو ورنہ ناجائز ہے۔
عوام الناس بڑی غلطی کرتے ہیں جو نجس چیز کو نیاز سمجھکر کھا لیتے ہیں اور کبھی مال زادی کی
و نیاز کو کھا جبتک بالتخصیص شے حاضر کی نسبت علم نہو کہ مال کسب و اجرت زنا و غنا
سے ہے اصول کی راہ سے بقاعدہ **اَفْعَالُ الْمُسْلِمِیْنَ مَحْمُوْلٌ عَلَی الصِّحَّةِ** روا ہے مگر
خلاف تقویٰ ہے علیٰ ہذا الا زمین یوانی یعنی کچہری کے نوکروں کے مال کا حال ہے تا حیات
ان سب کے مگر بعد وفات کل مال مشتبہ و مظالم ہوگا اور مابعد خمس طاہر ہوگا اور عورت کی نذر
بدون اجازت خاوند کے منعقد ہوجاتی ہے نافذ نہیں ہوتی اجازت شوہر پر موقوف رہتی
ہے اور بقولی لغو ہوجاتی ہے پھر بعد از اجازت از سر نو کرے تو کرے منقول ہے لیکن
**لَیْسَ لِلْمَرْأَةِ مَعَ زَوْجِهَا اَمْرٌ فِیْ عِتْقٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَا تَدْبِیْرٍ وَلَا هِبَةٍ**
**وَلَا نَذْرٍ فِیْ مَالِهَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا اِلَّا فِیْ حَجٍّ اَوْ زَکٰوةٍ اَوْ بِرِّ وَالِدَیْهَا اَوْ صِلَةِ**
یعنی نہیں عورت کو خاوند کے ہوتے کچھ اختیار بردہ آزاد کرنے میں اور نہ خیرات
و صدقہ دینے میں اور نہ تدبیر غلام میں اور نہ ہبہ اور دے ڈالنے میں اور نہ نذر میں یہ سب
اُسکے مال ہی کیوں نہوں بدون اذن اپنے شوہر کے الا حج و زکوٰۃ اور حسن سلوک
والدین اور صلہ رحم بجا لا سکتی ہے یہ سہاگن کا حکم ہے اور بیوہ اور کنواری بے پدر
مختار ہے جو چاہے سو کرے اور فرزند کی نذر کو بھی باپ کی اجازت پر متعلق کیا ہے مگر ظاہر
عدم منافات ہے نذر اذن و اجازت بہر حال بعد تزویج لڑکی اپنے شوہر کے تابع ہے اور
لڑکا اپنے نفس کا مختار ہے اور غلام و لونڈی کی نذر بھی اذن آقا پر موقوف ہے بقولے
مالک کو اختیار ہے کہ باطل کرے یا جاری اور بقولے لغو ہوجاتی ہے اصل تینوں جگہ بعد
اذن صحت و نفاذ ہے اور نذر محجور اور مفلس کی بابت مالیات کے منعقد ہوجاویگی
مگر تا رفع حجر تصرف سے ممنوع رہیگا **شرط چہارم** رجحان شرط ہے یعنی وہ مراد

جسکی بابت نذر ہی حلال و مباح بلکہ امر خیر ہو یعنی ایسی بات ہو کہ اُسکا خدا سے چاہنا
بد نہو اور جزا اور شکر کی صلاحیت رکہتا ہو خواہ اپنے واسطے ہو یا غیر کیلیے عموماً اور محض فعل
خدا ہو یا فعل غیر ہو یا اپنا کام ہو کسی وقت اور زمانہ سے محدود و موقت ہو خواہ مطلق ہو
جیسے چین و امن کا ملک میں جمع ہونا قحط و وبا کا دفع ہونا بدعت و شرک کا بستی سے مٹ جانا
موذی جانور و بلا گہٹ جانا مرض و علت سے شفا اور صحت نزول بارش باران رحمت
یا کسی موقع اور وقت تک تندرستی کا بنا رہنا اپنا یا کسی غیر کا یا علم و دولت و طاقت و اولاد
بنیاد رزق روزی نوکری چاکری حلال مزدوری کا ملنا حج و زیارت سے مشرف
ہونا نماز کا ادا ہو جانا قضا کا یا ادا کا بیاہ نکاح متعہ کنیز کا میسر آنا اور مسافر کا خیر و عافیت سے
گہر پر آ جانا یا گمشدہ کا ملجانا اور حفظ جان و مال و آبرو اپنی یا دوسرے کی حاکم یا دشمن یا
کسی درندہ یا گزندہ سے یا دیگر آفات ارضی و سماوی سے یا شر و اضلال شیاطین سے اور وہم و وسوسے
وغیرہ سے محفوظ ہونا یا معصیت و نافرمانی خدا و رسول یا کسی مکروہ مرجوح کے ارتکاب سے
بچا رہنا اپنا یا دوسرے کا جیسے شراب بہنگ چرس گانجا تاڑی عیاشی تماشا بینی جہوٹ
جائے یا افیون مدک و چانڈو و تمباکو حقہ کی لت جاتی رہے یا میانہ روی کا ڈہنگ آ جاوے
فضول خرچی کا رنگ جائے یا تمسخر و ٹہٹہ بازی کی خو چہوٹ جائے یا پتنگ بازی کی چلری ٹوٹ جائے
علی ہذا کل اچہی باتوں کا ظہور اور بری باتوں کا ناپید ہونا شرط ہونیکے قابل ہے اور اسیطرح
ہر ایک امر حرام اور ضرر اہل اسلام کے حصول پر منعقد نہو گی لا نذر فی معصیۃ [1]
اور مخالفت میں ایسی نذروں کے کفارہ بہی نہیں ہے خدا سے بچائے یا بچا ہے اونکا
قصد ہی نکرے مثلاً زوال نعمت اور نزول مصیبت کی تمنا کرنا اپنے لئے یا کسی مومن کیلیے
یعنی تلف جان و مال اور آبرو اور اولاد بنیاد و صحت اور تندرستی کا رفع ہونا یا مال
غیر یا قتل مومن پر یا کسی معصیت یا کسب حرام پر قدرت پانیکی منت ماننا یا چوری جاری

[1] معصیت اور گناہ میں منت نہیں ۱۲

اور گانے بجانیکی استعداد اور مہارت ہونے پر نذر کرنا اور سبق اور مایہ یعنی گھوڑ دوڑ اور نیزہ بازی اور گولا اندازی وغیرہ فنون سپہ گری کی سوا باقی ہر قسم کی قمار اور لہو لعب اور ہار جیت اور جوئے اور کھیل کود پر بازی لیجانے پر یا شطرنج و چوسر میں بازی جیتنے پر یا قرعہ اندازی بازاری سرکاری یعنی چٹھی ڈالنا بنظر خریداری جو ایک نیا رواج چلا اسمیں نیل مرام اور عروج نام کے اوپر منت ماننا یا سحر سفلی وعلوی کی تاثیر یا نجوم رمل وجفر کی تقریر کی سرسبزی پر نذر کرنا یا شعبدہ اور طلسم میں ورد رہنا یا جھوٹے مقدمات پر فتحیابی یا ناجائز روزگار یا عبث حرام و مکروہ شکار پر کامیابی اسیطرح ہر امر حرام اور مکروہ بلکہ مباح مرجوح کے حصول پر نذر منعقد نہوگی تفصیل ایسی چیزونکی حق الیقین و رسالہ گناہ کبیرہ وغیرہ سے ملیگی کسیقدر کہری باتیں ہم شماری کیگئی ہے اور صراط المستقیم میں بسط دیا فی الجملہ مشرح لکھا ہے یہاں فقط تنبیہ اور توضیح کی نظر سے اسقدر بھی طول دیا ہے ورنہ اسکا موقع پورا نہ تھا

شرط پنجم نذر وجزا یعنی جو منت مانتا ہے اور جو کام اپنے اوپر خدا کیلئے واجب ولازم گردانتا ہے شرط ہے کہ طاعت عبادت اور منعقد اور ممکن بحسب عادت ہو التزام فعل مسنون مندوب ہو یا ترک مکروہ و مرجوح پس ارتکاب معصیت اور فعل حرام اور التزام مکروہ اور ترک اولی کی نذر صحیح نہیں ہے بلکہ علی الاشہر مباح مطلق پر نذر منعقد نہیں ہوتی کیونکہ اسمیں کچھ طاعت نہیں پائی جاتی اور قربت نہیں نکلتی باقی التزام فعل واجب اور ترک حرام کی نذر میں اختلاف ہے نافذ ہونا بہت صاف ہے تاکید و تہدید مقصود ہے اور اوصاف اور قیود میں رجحان شرعی ہونا مختلف فیہ ہے احوط یہ ہے کہ بلا رجحان شرعی مقید نکرے اسیطرح استحباب نقلی کوئی شرط اور قید نہ لگائے اور کرچکا ہو تو قید و شرط کی رعایت احوط ہے بشرطیکہ تشریع نہو یعنی شرعا اور حکما شرط یا جزو اس فعل کا نجانے اور ثواب اور لازم

سمجھکر منت نہ مانیں اور التزام امر مذکورہ معین ہو یا غیر معین وقت سے مقید ہو
یا مکان سے یا وقت و مکان دونو سے مقید ہو ہر طرح درست ہے پس نماز روزہ
و حج و عمرہ و زکوۃ و فطرہ و خمس جہاد امر بالمعروف نہی عن المنکر طواف اعتکاف
زیارت تلاوت سجدہ تسبیح غسل وضو اذان اقامت دعا درود اور مجاورت مساجد
و مشاہد و قیام اللیل یعنی شب کو رات جگا اور صیام الدہر یعنی سال بھر روزہ رکھنا
اور نکاح اور متعہ اور ہدی اور قربانی اور عقیقہ اور مسلمانی اور خدمت والدین و علما
و صلحا و مومنین خصوص حجاج و زوار و طلبہ دین کی خدمت اور فقرا و مساکین اور
معذور و مجبور و نکی اعانت اور پیاسے کو سیراب کرنا ننگے کا تن ڈہکنا بھوکے کا
پیٹ بھرنا اندھے کا ہاتھ پکڑنا بیمار و نکی تیمار داری مسافر و نکا استقبال و مشایعت
اور جنازہ کی تجہیز و تکفین اور ہدیہ میت خصوص ترویح روح پر فتوح ختم المرسلین
و ائمہ معصومین اور اعمال خیر میں انکی نیابت بجالانا اور ہدیہ عطیہ اور صدقہ اور خیرات
ابرا و اسقاط نکاح و اصلاح وقف اور تحبیس سکنی عاریہ ادائے دیون مہریہ و غیر مہریہ عتق
و اطلاق عبید اسیر مساجد و مدارس و حسینہ کی تعمیر متبرہ وقفیہ اور پل اور نہر اور
چاہ اور سرایے اور حمام وقفیہ سقایہ و سبیل یعنی پیاؤ بٹہلانا اور لنگر لگانا ولیمہ کا کھانا
بیاہ نکاح عقیقہ ختنہ ولادت عمارت اور غرس[1] میں کہلانا اور بسم اللہ کا ولیمہ بھی
ہو سکتا ہے مگر برس اور مہینوں کی قید بیجا ہے اصل اسکی شادی مکتب ہے اور
نذر مجلس عزای سید الشہدا اور محفل میلاد سید الانبیا بلکہ مجالس میلاد و وفات چہاردہ
معصوم اور وقف کتب دین اور نشر علوم اور غیر انکی ہر قسم کے طاعات و قربات
خیرات و مبرات زر و زیور نقد جنس لباس طعام کچھکا پکا جسکی اسم شماری کہر سی باتیں
کی ہے سب کی نذر ہو سکتی ہے بشرطیکہ جملہ عبادات توقیفی بہج شرعی واقع ہوں

[1] غرس باغ لگانا ۱۲

وضع اور قطع اور صورت اور کیفیت اور شرائط اور لوازم میں کچھ دخل و تعرف
اپنا اور ایجاد نہ کرے نہ ہو کہ بدعت کی نذر باطل ہے اور امور اختیاریہ میں اختیار حاصل ہے
مگر تشبیہ سے بچنا وہاں بھی واجب و لازم ہے پس نماز جی رکعت اور جس وقت چاہے
نذر کرے اور روزہ جسقدر اور جس موسم میں چاہے نذر کرے متوالی یا متفرق
حتی صیام الدھر اگرچہ ثواب کم ہے سوائے صوم عیدین اور ایام تشریق کے
کہ وہ حرام ہیں اور حج کعبہ پیادہ خواہ سوار دونوں طرح نذر ہو سکتا ہے مگر
چار ہاتھ پاؤں سے چلنا نذر نہ کرے حتی کہ عورت بھی یہ سنت نمانے کہ ہنود میں
مروج ہے اپنے تیرتوں میں وہ زمین ناپتے جایا کرتے ہیں۔ اسلام میں مشروع
نہیں ہوا اور جہاد کی سنت فی زماننا غیر معذور میں داخل ہے اور زکوٰۃ دو خمس
کا مقدار ہے کم دینا نذر ربا نذر بے سود داخل ہے اور اعتکاف تین دن سے کم
نہ ہو گا اور اعتکاف لیلہ[سے] عمر نے جہالت سے نذر کیا تھا حجت نہیں اور چلہ کشی
اور زیارت دور و نزدیک دونوں طریق شرعی ہیں اور غسل میں کچھ امتیاز نہیں
ارتماسے ہو یا ترتیبی اور اذان توقیفی کے سوا دوسرے مجاز نہیں ہے اور مجاورت
مساجد و مشاہد سے خدمت اور وہاں رہکر عبادت مراد ہے اور رات جگہ سے
عبادت خدا میں شب بیداری مراد ہے اور عقیقہ سے مراد ولیمہ اور قربانی ہے
اور نفقہ کرنے کا نام مسلمانی ہے اور صدقات اور خیرات اور ہدیہ اموات اور
ترویح اور نیابت حضرات میں وزن اور جنس اور وضع اور مصرف وغیرہ میں
کیفیت منقول و معقول عادی و ارادی طبعی و حکمی کا مضائقہ نہیں مگر تشرع یعنی
قیود باطل و مبطل نذر ہیں خواہ اپنے دل سے ایجاد کرے یا شرع ہنود و نصاریٰ
و یہود کے اتباع پر مرے یا بدعات سنیہ اور اختراعات صوفیہ کی تقلید کرے یا احکام

سے یعنی ایک رات کا اعتکاف ۱۲ منہ

نجوم و رمل و اقوال پنڈت و سیانے وغیرہ کی پابندی کرے آیا مریض و
مسافر کا صدقہ کونڈہ لگوانا اور اسکے بدلنے چھوڑنا بھی اتباع قول اہل تنجیم ہے
یا ادائے حکم وست بدست ہے کہ اسکی طرف سے ہو جاوے اسمیں تامل ہے
ظاہر ابے اصل ہے اور امام ضامن کا روپیہ پیسہ صدقہ ہے تو دیکر چلے اور نذر
ہے تو ہو جکر دے باندھ پر باندھنا بھر حال لاحاصل ہے پناہ خدا اور امام ثامن[1]
ضامن کی ضمانت روپیہ میں نہیں لگی بلکہ روپیہ کا منہہ سے کیلئے کا کسی کے منہ آیا
پڑیگا تو سیر بلیات ہوگا ادہر قافلہ چلے گی ادھر سفر بلا ٹلے گی اور نذر نماز معکوس
و صوم عیدین ہر جگہ اور صوم ایام تشریق منی میں اور نذر اعتکاف و صوم و صلوٰۃ
وغیرہ عبادات مشروط بالطہارت کے ایام حیض و نفاس میں اور صوم صمت
یعنی چپ کا روزہ اور صوم وصال یعنی طے کا روزہ شرع اسلام میں منسوخ ہو گیا
ہے قال رسول اللہ علیہ لا وصال فی صیام شیخ فرماتے ہیں لا یصوم الرجل
یومین متوالیین من غیر افطار و قد یستحب للعبد ان لا یدع السحور[2] اور شکلکشا کا روزہ[3] بڑا بیہودہ
چیز ہے تمام کلہ اور ہندوانہ برت اپاس اور رات جگا جاہلانہ کہ گانے بجانے اور کلگلہ
پکانے میں رات بسر کرتے ہیں اور صبح کو بچہ کو سبز جوڑا پہناکر مسجد میں لیجاتے ہیں
سب باطل اور لغو ہیں بلکہ ثواب کے عوض عقاب کے مستحق ہونگے اور علی ہذا
نذر ذبح انسان اور قتل نفس زکیہ بیگانہ بیگانہ کے حرام و فاسد ہے اور ذبح
اسمعیل پر قیاس باطل ہے اول تو وہ امتحان مخصوص بذات خلیل تھا دوم ایسا
وہ شرع نہیں کہ عبد اللہ کا ذبح عند اللہ حلال و ثواب ہووے فخر آیا ابن الذبیحین

---

[1] یہ لقب امام علی رضا علیہ السلام کا عوام شیعہ میں مشہور ہے وجہ اسکی ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوئی [2] کہا رسول خدا نے نہیں ملانا ہے روزہ میں [3] نہ روزہ رکھے شخص پے در پے بدون افطار کے حالانکہ سنت ہے بندہ کو کہ ترک نکرے کھانا سحر کا

رسول اللہ پر ختم ہے مگر استبصار میں روایت ہے کہ اگر کوئی ذبح فرزند کے خانہ کعبہ میں نذر کرے تو اسکو شعب ہے کہ ایک فربہ مینڈھا ذبح کرے اور اسکا گوشت مساکین پر تصدق کرے دفیہ ما فیہ غیر امر مستحب ہے لاباس بہ دلی اس رسم سے احتراز چاہیے اور شرب مسکرات اور اعانت منہیات اور ترک فرائض شرعی یا دیگر طاعات وعبادات چہ واجب چہ سنت کی ترک کی منت کرنا بلکہ بلا رجحان شرعی کسی مباح کے ترک کی منت ماننا جیسے ترک حیوانات اور ترک زینت اور ترک لذات کو نذر کرنا اور تجرد اور تفرد اور رہبانیت وسیاحت یعنی خانہ بدوشی آزادی سیاحی گوشہ گزینی تکیہ نشینی بیاج نکاح نکرنا جو جو امر شرع اسلام میں منسوخ ہوگئے ہیں اون کی نذر بھی باطل ہے[1] سئل ابی جعفر عن صوم عاشورا فقال صوم متروک بنزول شہر رمضان والمتروک بدعۃ اور طلاق اور لعان ظہار و ایلا کی نذر بھی باطل و فاسد ہے اور ڈہول تاشہ مرفہ نوبت نقارہ مسجد و تعزیہ خانہ یا مزار صوفیہ کیلئے منت کرنا اور چڑہانا گو کسی غرض سے ہو حتی کہ اعلام سحر ماہ رمضان کو یا اعلان مجلس وغیرہ وغیرہ کو ہو نوبت یا نقارہ چڑہانا اور نذر کرنا یہ سب بدعت ہیں ان کاموں کے نذر کرنی ہی معصیت ہے جب شرع نے اذان کی جگہ گھنٹہ اور ناقوس کو پسند نہیں کیا تو یہ کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں اور زیارت نقل قبور ائمہ المعروف نجف وکاظمین درگاہ وکربلا وضریح وتعزیہ کی منت خالی بحث سے نہیں انکے جانے کے لئے اور اون کے دیکھنے سے کوئی غرض شرعی قایم کرنا چاہیے جو طاعت خدا ٹھہرے اور غلاف کعبہ کو نذر کرنا اور پوشش قبور ائمہ کی منت

[1] کسی نے امام محمد باقر سے پوچھا روزے عاشورہ کو حضرت نے فرمایا ایک روزہ ہے جو رمضان کے فرض ہونے سے متروک ہو گیا اور جو متروک ہو گیا اسکا کرنا بدعت ہے [2] مسئلہ غلاف کعبہ کو چڑہانا اور ہدیہ و تحفہ میں بنا کر دینا جائز ...

طا اور وقت سے نہیں ہے

ماننا بھی محل تردد وتامل ہے اور دیگر قبور پر غلاف چڑہانا توصریح لاطائل ہے اور غیر معلوم
قبر و نیز پنکہا چڑہانیسے کیا حاصل ہے اور حرم کے پردہ اور مساجد کے پردہ کی نذر کرنا
صحیح ہے اور اسیطرح کعبہ اور مساجد اور مشاہد کو خوشبو کرنا اور قبر و نیز آئمہ وعلما و
صلحا کے یا علم و دُلدُل وضریح ومنبر پر بنظر خوشبو پہول چڑہانا ہوسکتا ہے مگر قبور مسلمین
پر تردد ہے اظہر عدم جواز ہے اسیطرح روشنی میں کلام ہے اور سوائے خوشبو
وعطریات کے اور کچھ نقد وجنس چڑہانا خلاف طریقہ احتیاط ہے بوے شرک
آتی ہے چڑہاوہ ہنود سے ماخوذ ہے گو مصارف کا قصد بھی ہو انسب یہ ہے
درزوار کہ مومنین حاضرین کو کہلاویں یا تقسیم کردیں یا خدام وزوار کو دیں یا مصالح
ومصارف کی نظر سے متولی وناظر کے حوالہ کرے بہرحال خود قبر و نیز رکہنا یا نقل
قبر پر لاحاصل ہے علی ہذا اشیاے دیگر پر اور ضریح وعلم اور شدّہ اور نشان کا
چڑہانا اور اونکے سامان کا نذر کرنا شعائر انکا کا بڑہانا ہے کیا مضایقہ ہے علی ہذا
تابوت اور دلدل وپیک بنانے کی منت اسی نظر سے روا ہے شیرینی اور
مرثیہ خوانی کا ساتھ ساتھ ہونا لوازمات سے نہیں ہوں تو برا بھی نہیں اگر
تشریع سے بچے اور ممنوعات شرعیہ سے مرتکب نہوں اور قصد قربت خدا ہو
یعنی اوسکی خوشنودی کی نظر سے کرے اور چڑہانیکے حقیقی معنے مراد نہوں
تعزیہ خانہ میں دینا یا وقف کرنا یا مجلس میں پہونچانا مراد ہو اور سجدہ اور تقبیل
اور سلام اور مس کر کے آنکہوں سے لگانا وغیرہ تعظیم وتکریم نا مشروع وزائد
نہ بجالاوے۔ اور زیارت کے معنے دیکہنے کے ہیں اُسکو دیکھے اور محزون اور غمگین
ہو علم وشدے رسول اللہ کا کرتہ وجبہ اور آئمہ کا عمامہ اور ٹیکا نہیں ہے کہ اون کا
دیکہنا اور مس کرنا اور چہونا عبادت ہو جالا مگر اون کا عبادت ہونا بھی مشکل ہے
پس امام باڑہ یا قبروں کے سلام کو جانا یا قدم رسول اللہ کی زیارت کو جانا

پاجبہ شریف یا جبہ شریف کی خواہ جاکر دیکھیں یا سلام کریں یا آنکھوں پر رکھیں یا ہاتھ
کو لگائیں بوسہ دیں یا کچھ نکریں قطع نظر اصلی وغیر اصلی ہونیکے اعتقادی بات
ہے امر شرعی معلوم نہیں ہوتا اور نہ ظاہراً کچھ طاعت وعبادت نکلتی ہے
کہ منت منعقد ہو اور حضرت صادق علیہ السلام کے ہاتھ میں عصائے رسولؐ کو
دیکھکر ابو حنیفہ کا چومنے کو جھکنا بے شک صحیح روایت ہے مگر حنفیوں کے لئے
حجت ہے علی ہذا مسجد کا سلام خصوصاً چالیس مسجد کے سلام کی منت ماننا خالی
ہاتھ اُٹھائے یا سلام بھی کہے تشریع ہے بلکہ سلام کو ہاتھ اُٹھانا زمین بوس
اور سجدہ تعظیم کا اختصار شاہجہانی ہے اور اسیوجہ سے اسکی صحت میں وقت
ہے سلام علیک بھی وقت ہے اور مسجد کو سجدہ کرنا اور سلام کرنا مشروع نہیں ہوا
اگر مسجد کی زیارت کو نذر کریں تو اُسکے یہ معنے ہیں کہ دو رکعت سنت تحیۃ مسجد
کی پڑہیں خالی دیکھنے سے کیا نتیجہ ہے اگرچہ خالی جانا بھی عبادت ہے لیکن
چالیس کے عدد پر کوئی سند نقلی عقلی ابھی تک نہیں نکلی چالیس صباح اول فتح الباب
کرنا تو مروی ہے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا[1] اور بالوں سے
بہارنا مسجد اور عزاخانہ کا یہ بھی تشریع ہے جاروب کشی کی نذر البتہ ہو سکتی ہے
اور مہندی گو سامان بکا ہے مگر ترک اوس کا اولی ہے اول تو شادی قاسم
میں کلام دوسرے سہرا کنگنا مہندی چوڑی وہاں کہاں اور گشت دیکر لیجانا ایک
جگہہ سے دوسری جگہہ پر شعائر ابکا کو جو طریق اہل ایمان ہے اسکی حقیقت اشاعت
اور اعلان ہے مگر نوبت نقارہ اور جلوس محض شان ہے اور شبیہ نکالنا
تشبیہ ہنود ہے ہند میں رام لیلا ہوتا ہے پہر امام لیلا بیجا ہے داتا وفہیدہ
امام باڑے کے لفظ سے حسینیہ اور عزاخانہ کو بہتر جانتے ہیں گلال باڑہ کی مناسبت

---

[1] شاید اللہ ظاہر کرے بعد اسکے کوئی بات منہ

سے بچاتے ہیں چہ جائیکہ مردوں کو زینب و شمر و حسین بنانا اور اُسکے ساتھ
غنا وغیرہ منہیات کا عمل میں لانا کیونکر پسند کرینگے اور ماتم اور سینہ زنی بقصد
سامان رقت و بکا و طرز ابکا اگر منظور ہو تو محتمل صحت ہے نہ بقصد صل ماتم
و یا نقل ماتم کہ اُسکو علما منع کرتے ہیں اگرچہ بحکم کل الجزع و الفزع و البکاء
مکروہ الا الجزع و البکاء علی الحسین بڑا تہ نظر میں محتمل صحت ہے مگر اور بھی ممانعت
کی علت ہے اور سبیل نذر حسین میں نیابت یا ترویح کا قصد کیے علی ہذا نذر
و نیاز و کونڈے و صحنک و حاضری و دودگھڑیں وغیرہ جو مروج ہیں سب میں
قصد ہدیہ میت اور ترویح یا نیابت لازم ہے اور بقصد ہدیہ و تحفہ وہی نذر
و چڑھاوا ہے اسوقت اور اسجگہ یہ قصد بے محل ہے اور اہتمام زاید طہارت
و ملت میں ٹھیک ہے لیکن منجر بوسواس و افراط بھی نہو پس کونڈے میں
کورا برتن ہونا یا مخصوص اسی کام کا ہونا اور اچھوتا سمجھکر الگ اُٹھا رکھنا
ضرورت نہیں ہے گھر کی تغاری برتن بھی کافی ہیں اور بیجانہ کی نظر سے
رکھہ چھوڑنا بھی ضرورت نہیں ہے عطیہ معصوم کا باعث برکت و تبرک ہونا
تو مروی ہے مگر یہہ سمجھ میں نہیں آتا کہ تبرک اور چھوتا سمجھنا نذر و نیاز و حاضری کا
کیا معنے رکھتا ہے شاید کہ پیر کی نیاز اور دیبی کی بھینٹ سے لیا ہے ورنہ شرع
کی رو سے تو نذر و نیاز صدقہ و خیرات ہیں رہا بنی ہاشم کا اس وجہ سے احتراز کرنا
کوئی بات نہیں ہے زکوۃ و فطرہ کی انپر حرمت ثابت ہے نہ ہر خیرات کی بلکہ
وہ صدقہ یعنی زکوۃ و فطرہ بھی بعد تملیک اپنے مہمان اور عیال اور عزیز و آشنا
کو جو سید ہوں فقیر امتی کھلا سکتا ہے بلکہ اسپر نیاز و فاتحہ بھی آسکتا ہے اور
یہ عقیدہ عوام کا کہ دو پارہ فاتحہ نہیں آتا بے اصل بات ہے اور عموم نیاز امام کا

---

سلہ ہر چھینا اور چلانا اور رونا اور چینکنا مکروہ ہے الا جزع و بکا غم حسین میں ۱۲ منہ

اور خصوص حاضری علمدار کا اور تخصیص نیاز جناب سیدہ کی عورات سے اور

سرپوش کرکے فاتحہ دلانا صحنک کونڈے پر کہ مرد کا سایہ نہ پڑے محض تشریع ہے

اور افراط و تفریط ہے ہر اطعام کے مستحق خاص مومن ہیں اور مومنین میں تخصیص

نہیں مرد ہوں یا عورت یکساں بات ہے اور جلال علمدار اور عفت سیدہ اور

مظلومیت سید الشہدا قابل حجت و سند نہیں بلکہ غلو ہے آگے سے مرتکب کبائر کو

خصوصاً مخالف مذہب کا نہ دینا احوط ہے الا بضرورت دے سکتے ہیں الضرورات[1]

تبیح المحذورات اور اسمیں بھی شک نہیں کہ بہوتوں سے

ہو کے افضل ہیں اور دینا اور برادری اور دوستی کی راہ سے کھلاؤ گے تو ساقط

دینا نہ ہوگا ہدیہ و تحفہ ہوجاویگا منت سر سے نہ اوترے گی آگے ملے جلے امیر

غریب ہوں اور مومن سمجھکر بلائے جاویں تو کچھ حرج نہیں ہے یا اپنے عزیز و

اقربا کو غریب و نادار سمجھکر کھلاوے تو اولی ہے باقی ساتھ سہاگن یا بیوہ یا

کنواری کی خصوصیت بلاشک تشریع اور بدعت ہے علیٰ ہذا التزام جنس خاص مثل

ملیدہ و چوری و گلگلہ و رحم و شیرمال و روغنی روٹی و حلوہ روٹی و کباب و شکر

و آرد برنج و دلیہ وغیرہ کہ جو مقرر کر رکھا ہے کہ فلاں نیاز میں فلاں چیز ہے ہو

اڑھائی دمڑی اور سوا پیسہ اور سوا من اور پانچ سیر وغیرہ وزن میں ہو اور اُسی

روز ہو جو اسکا معین کر رکھا ہے بلکہ اُسی وقت پر جو بڑوں سے چلا آتا ہے اور

اسی وجہ سے حاضری و رحم و صحنک و کونڈہ و دو گھڑ وغیرہ نام اون کے

ٹھہرا رکھے ہیں یہ التزام نذر و نیاز و فاتحہ میں بے اصل دیکھا ہے سوائے تشریع

اور ایجاد کی شرعی عقلی طبعی عادی ارادی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی بڑی

دیگ شیر برنج کی پکانا اور بنی کریم کا ہنڈ کہنا عجب نام ہے آگے بی بی ہوڑا اور

---

[1] گر ضرورت بود روا باشد ۱۲ منہ

بی نہند ک اور بالی بی بی ناپید بی بی وغیرہ ناموں سے نیاز کرنا بغرض محال اگر جناب سیدہ و سکینہ و شہربانو مراد ہوں تاہم قبیح رسم ہے اول ان ناموں سے پکارنا دوم تخصیص وضع اور قطع نذر کے اور اگر قصد قربت ہو تو اوربھی گیا گذرا اور استعانت میں خرابی ہو دے تو جڑ ہی بگڑ گئی دو گھڑ بہرنا اورت مردوں کی ہدیہ میت ہے نہ کچہ اور پہر اسکی نذر و منت کرنا اور اوس سے استعانت واستمداد جیہ معنی ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بے وارثوں کے واسطے اس نظر سے کچہ خیرات کرو کہ خدا ہم کو بے وارث نہ رکہے رحم کرے پس ہر کام و ہر حال میں خدا کے مطیع رہو بس اوسی سے مطلب رکہو اور مطلب مانگو اور اوسی کی خوشی کو فاتحہ دلاؤ اور چونکہا چراغ سیدہ کا گھی یا تیل کا ظاہرا ایجاد ہنود سے آیا ہے بدون تشریع مضایقہ نہیں خصوص وقت ضرورت یا اس نظر سے کہ گھی کم لگے مگر تم اس نظر سے نہیں کرتے یہ میں کہے دیتا ہوں ورنہ التزام نہ باقی رہتا اور مسجد میں چراغاں کرنا درست ہے گو بکثرت ہو مگر امام بارہ کی روشنی میں کلام ہے منت بلا منت ضرورت سے زائد روشنی کرنا اور آرایش دینا مصیبت کے مکان کو صاحب معراج السعادۃ نے اسراف اور تشبہ بقوم یزید لکہا ہے مگر آلات روشنی اور فرش وغیرہ مسجد و امام بارہ کے لیے چڑہانا یعنی وقف کرنا درست ہے کہ وقتاً فوقتاً کام آویں باقی شب برات کو سنت کی مہندی یعنی چراغدان اپنے گھر میں روشن کرنا محض لغو ہے اور دو بتیاں سبز و سرخ حسین و حسن کے نام کی ہاتہ میں لیکر شب بھر ضریح کے سامنے ایک ٹانگ سے بال کہولے کہڑے رہنا صریح تشریع ہے بلکا اصل ضریح پر یہ کام نہیں ہوتے چہ جائے نقل اور ضریح و مسجد و ممبر کے ستون و کنگرو پر سرخ نالا ڈوری باندہنا جسکو بعض چلہ اور بعض پورنا کہتے ہیں پوری بیوقوفی ہے اور یاد داشت کے

گہرہ کا قصد ہو تو بھی لغو ہے اور مسجد میں پیالہ اوندا کرنا اور نصیب سید سے
ہونے پر اسکو دودھ چانول سے مثلا بھرنا عجب اوندھی رسم ہے علیٰ ہذا گنج کے
دس بارہ پیالہ ہر ایک امام کے نام کے جدا جدا اور اسکے شرائط اور لوازم
سب بے اصل ہیں ایک جگہ جسطرح پکا ہے اوسیطرح ایک ظرف میں رکھکر کہلا سکتے
ہیں اور جسقدر آدمیوں کو چاہیں کہلا دیں کچھ خصوصیت دس بارہ کی نہیں ہے
اسیطرح دسترخوان جناب امیر کی کیفیت ہے کہ خالی تشریعات چند در چند اور
بدعات متنوعہ سے نہیں اول تعدد انواع طعام کا التزام دوم تخصیص اجناس
طعام سوم حبس طعام شب بھر گو بغرض نشان دست مشکلکشا ہو بلکہ خود
اس غرض کی آرزو اور اس کی صحت کا اعتقاد مشکل ہے چہارم قربت غیر خدا
کرنا اور اسکو عبادت و کار ثواب سمجھنا سب سے بڑھیا اسمیں تاویل کی گنجائش
بھی نہ ہے صریح جناب امیر کے سامنے پیش کرنا ظاہر ہے جائے چون و چرا
نہیں یہ دسترخوان اہل ایران کا اختراع ہے حدیث میں نہیں لکھا ہے علیٰ ہذا
نوروز کے دن رنگین شیرینی کا رواج جو لکھنؤ میں دیکھا گیا مجوس سے لیا ہے
اور نوروز کو آب کے عوض رنگ گلاب پاشی تو میں ہولی ہے اور کلکہ کے نام سے ہر ہفتہ یا
ہر ماہ میں کسی کلہیا وغیرہ میں جو بقاعدہ خاص مقرر کیجاتی ہے روپیہ پیسہ ڈالنا
اور باوجود مقدرت پیسہ پیسہ کر کے جمع کرنا اور ہوتے سرا تے مستحق کے محض
حبس کرنا اور روکنا یہ بھی عقل و نقل کے خلاف ہے آہے کوئی مسکین بے مایہ
کسی بڑے امر عظیم مثل زیارت و حج و عمارت مسجد وغیرہ کی نیت سے مثلا روپیہ جمع کرے
تو کیا مضائقہ ہے عجب نہیں کہ اسکی نذر بھی صحیح ہوے اور اسی قسم سے اماموں کا
فقیر بنانا سبز الفی گلے میں ڈال کر ڈوری پہنا کر جھولی لیکر باوجود مقدرت مانگ
مانگ کر لباس پہنانا کہ جیتا رہے یہ دونوں بھی کچھ عبادت و طاعت نہیں

بلکہ سوال کی شرع میں مذمت ہے اور چندہ میں بھی یہ داخل نہیں ہے اور رجب
وغیرہ کی نوچندی کے میلہ میں جانا یہ بھی عبادت نہیں البتہ نوچندی جمعرات کو
روزہ رکھنا سنت ہے مجلس کرے تصدق دے ہو سکتا ہے خصوصا اول ماہ
رجب میں کہ فضیلت اوسکی زیادہ ہے اور نقل ضریح سے پہل اُٹھا کر اور پہل
پاکر سونے چاندی کا پہل چڑہانا یا کاغذ کا پتلا اُٹھا کر اولاد ہونے پر سونیکا پتلا
چڑہانا یا آنکھ ناک کان زبان قبر وغیرہ یا ضریح وغیرہ پر چڑہانا کہ یہ اعضا سلامت ہیں
اور ضریح پر عرضی لکھکر دینا اور پھر چاندی کی عرضی یا نیاز جو مانے وہ چڑہانا
یہ بھی طریق منقول کے خلاف ہے عریضہ کا طور طریقہ دوسرا ہے باقی کربلا میں
روضہ مبارک پر عرضی بہیجنا بعض حکایات میں سنا ہے آرے مسجد وامام باڑہ
محل عبادت وطاعت ہیں مقامات متبرک ہیں محل اجابت دعا ہیں علی ہذا القیاس
وتعزیہ وعلم وغیرہ پر بچوں کو چڑہانا یا گرد پہرانا پہر کچھ دیکر چھوڑانا یا جہاج میں رکھکر
جہاج کو گھسیٹنا اور مسجد میں لٹاکر مستیا مستی کو اُٹھانا اور کوڑی پر ڈالکر کوڑا
کوڑی کہلانا اور بلاق پہنا کر بلاقی نام رکھنا اور ناک پہوڑ کر نتھنی پہنا کر نتھو کی
زندگی سمجھنا اور مینڈہو کے کان کی مینڈہ چھید کر یا کوے کی بیٹہ پر چڑہاکر
یا مینڈھیاں گوندہ کر اور اپنے سندو کی پاٹری بندہ کر سندا پہنا کر صحت کی
تدبیر لگانا عجب مسلمانی ہے اور نبی بخش وامام بخش ورسول بخش وعلی بخش نام
اصل میں پیر بخش وقلندر بخش ومدار بخش کی تقلید ہے بلکہ اُن سے بڑہکر
اپنیں وسیلہ اور تصدق کی تاویل کیجا سکتی ہے شرک سے بچاؤ کو گویا کا لفظ مقدر
کر سکتے ہیں بلکہ ظاہرا حقیقۃ جان بخشنا یا گناہ بخشنا مراد نہیں ہوتا گو ہم ان نامونکو
بھی اللہ دیا اور خدا بخش کی برابر نہیں جانتے خلاف احتیاط سمجھتے ہیں اور جھونڈی
کے جھونڈ کی منت عجب مجموعہ بدعات ہے شرعا مستحب ہے کہ عقیقہ میں تعجیل ہو

سر تراشی بھی اوسی کے ساتھ ساتویں دن کرو تو افضل ہے یہ اُسکے برخلاف
تاخیر کی منت کرتے ہیں اور اُسکو فعل قربت اور ذریعہ صحت و سلامتی طفل مانتے
ہیں بلکہ بعض کسی خاص جگہ اور خاص مکان پر بلا خصوصیت خاصہ شرعی کے
جا کر بال اُوتروا تے ہیں اور طرہ اوسپر یہ ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کی شکل
بنانا چوٹی مینڈھی گوندھنا کہ نظر نہ لگے بتی ہو کر جیسے مرت بیاہی کیا ہوئی ایک
بلا شعری اوسکی بدولت کیا کیا ہتھکنڈے کئے جاتے ہیں کہیں بھوت کی پریت
کی منت خوشامد کرنی پڑتی ہے کہیں سیتلا کے گدھے چرائے جاتے ہیں
کہیں سالگرہ مانی جاتی ہے حالانکہ سالگرہ ایک رسم امیرانہ بغرض اظہار
خوشی و خرمی ہے اب اوسکی منت ہونے لگی خیر بایں معنے کہ سال نو تک
پر نیاز کرینگے یعنی فی سبیل اللہ یا ترویج معصومین کی نظر سے مومنین کو
کھلاوینگے مضایقہ نہیں ہے اور گرہ لگانا یا دداشت کو ہے یہ عقدہ بھی حل
کھل گیا وہابیہ کا اعتراض بیجا ہے گو بدعت ہے مگر نعم البدعت ہے اور بدعت
حسنہ کو اہل سنت سنت جانتے ہیں البتہ شیعہ کو لازم ہے کہ کسی امر مین الفرائم
کو حکمی و شرعی نہ سمجھے ثواب شرط نجانے تا وقتیکہ شرعسے ثبوت نہ پہنچے
ورنہ من سن سنتہ سے خارج ہو جاویگا صدقہ و خیرات ہر صورت سے جائز
ہے مگر یہ شرط بھی لازم ہے کہ بدعت و تشریع نہوے اسیوجہ سے طوق
زنجیر و بیڑی تسمہ و کلاوہ و نالہ ڈوری اور سپر شمشیر میں بحث ہے منت بلا
منت انکا پہنا پہنانا اور اوسکی منت ثواب جانکر کرنا اور ذریعہ حفظ و بقا سمجھنا
کوئی امر شرعی اور طاعت نہیں ہیں اور تاسی امام بیمار غدر لنگ اور تا دیل
علیل ہے اور شمشیر و سپر میں تو یہ وجہ بھی نہیں نکلتی بھلا اتفاقا امر اختیاری ہیں
ہوتی ہے یا مجبوری و ناچاری میں اور مقتضائے محبت سے آپکو شکل مجبور میں

بنانا اگر بنظر ہے تو بسیم و زر اور کلاوہ چہ معنی دارد آہن و رسن ہوا اور بزرگ خود
بہنیں نہ کہ صغیر پر اجرا کریں اور کبیر مطلق العنان رہیں اور پھر اسمیں خوبصورتی
اور کاریگری سے کیا علاقہ ہے اور ضریح پر رکھکر پہننا اسنے کیا مفاد ہے اور بارہ
سال کی تخصیص پر کیا سند ہے اسکے سوا اور وجہ نہیں کچھ ہو سکتی کہ مسلمان کا
اثر سیانے لوگ اور رسن اس سن تک بتاتے ہیں ہم سنتے آتے ہیں پہلا زینت طفل
میں کون عبادت نکلے گی اور پڑے جسم پر نذر کرنا کون قاعدہ ہے اور جمع کرنا
مقدار نیاز کا جو وجہ بیان ہوتی ہے وہ بھی محض بے سر و پا ہے حالانکہ تاویل ہے
اور سامان بکا بھی اس وضع اور کیفیت پر تصور نہیں اور نہ مقصود ہوتا ہے
اور تحریر اولاد کی نذر کرنا یعنی اولاد کا چڑھا دینا کہ وہیں خدمت کیا کریگا ہمارے
شرع میں منسوخ ہے کعبہ پر ہو یا مسجد امام باڑہ پر یا مشاہد مشرفہ یا مقابر و مزار پر
مگر تحریر و تحبیس کنیز و غلام و حیوانات و انعام کے صحیح ہے اگر وہاں کچھ خدمت
ہو تو کریں ورنہ فروخت ہو کر کسی اور مصرف میں آویں لیکن اُنکے نام پر چھوڑ دینا
ناجائز اور رسم ہنود ہے منی و کعبہ کے ہدی روا نہیں اور ہدی بھی آخر ذبح و
نحر ہوتی ہے گو تقسیم لازم نہو و دوام مطلق العنان نہیں رہتی اور صدقہ مراد ہو تو
بھی بیقاعدہ ہے صدقہ میں ایجاب و قبول و قبض شرط کیا ہے حتی نثار عرس میں جو
فقرا و مساکین موجود ہوتا ہے اجازت کی بحث ہوتی ہے نہ کہ یہ صورت کس
کسی مومن کو دیں چار چوڑ ہو نکال دینا بے سود ہے و اگر تحریر و اطلاق اپنے ملک سے
مراد ہے تو بھی تشریع سے خالی نہیں اضاعت اموال ہے اور امام زین العابدین کی
ہرنی رہا کرانے پر قیاس نہیں ہو سکتا وہ دوسری بات ہے اور بقصد بیکار ہونے کے
بیل کا چھوڑنا متعوب ہے نہ کہ گائے بچھیا کا علاوہ ازاں آیا یہ قصد بوجہ نفع خلائق
قربات سے ہے یا نہر مجرا تردد سے بوجہ ضرر زراعت مردم و تشبیہ قوم ہنود

یہ رسم بے ہبودہ ہے پس ندی اور تالاب اور چورا ہے اور درختوں پر مرغا بکرا نقد و جنس کچھ
چھوڑنا صدقہ ہو یا نذر بیکار اور پر خطر ہے رہا یہ امر کہ اس قسم کے جانور چرند پرند صدقہ و حلیہ
نذر گذر آیا تحریر و اطلاق کے قصد کا فرد مسلم جو چھوڑ آتے ہیں اونکی طرف سے کوئی لیجاوے
شیر کہا وے یا کتا اگر مسلم کے ہاتھ آجاویں اور مالک کی رضامندی معلوم ہے تو اونکی
حلت میں کیا حکم ہے ظاہر یہ ہے کہ مسلمانوں کو حلال کرکے کہا لینا حلال ہے علی ہذا
ہر قسم کے صدقہ حلیہ کا حکم ہے طعام ہو یا نقد و جنس ہو کہ لباس لیکن تجبیس کی
نظر سے جو چھوڑتے ہیں مثل بچار کے آیا بشرط تسلط وہ بھی حلال ہے یا نہیں اسمیں
اشکال ہے اور سوا ہدی یعنی جانور قربانیکے اور چیز نقد و جنس حیوان انسان کچھ
ہدی کرنا یعنے کعبہ پر چڑہانا یا نذر کرنا مختلف فیہ ہے پس مشاہد و مساجد و مقابر پر
بدرجہ اولی جائے کلام ہے مگر یہ کہ مصالح مقصود ہوں یا مومنین و مجاورین زوار
و مصلے پر صدقہ یا ہدیہ کا قصد کرے تو مضایقہ نہیں اور سیتلا برامہی کے استھان
پر کچھہ چڑہانا اور پیر دستگیر کی گیارہویں یہ تو صریح شرک و بدعت ہے گو نذر بھی
نکرے اور اونکو برا بھی سمجھے اور پیر دستگیر کی گیارہویں اور شیخ صدو کی کڑہائی
اور میراں کا بکرا اور سرور سلطان کا روٹ اور سید سالار کی بیڑی ظاہر دیوان اور بخش
گوگے پیر کی چھڑیاں اور پنکہا مدار کے نیلے سوت کی بیڑی کسی کا گنڈا اور چوٹا علی
کا سور شاہ دولہ کے چوہے یزید پلید کا گھوڑا شاہ نور کا ناچ مجرا ملکہ تایا حمزہ کا چھا
کسی کی منہلی کسی کا مینڈہا کسیکا مرغا مرغی قبر پرستی اور شیطان پرستی ہے بلکہ صوفیوں
مزار و نیز زیارت کو جانا یا قبر و نیز کچھ چڑہانا خلاف تشیع ہے اور دیو بہوت پریت پر اوری
اور ناپید کی سنت کہلی شیطان پرستی ہے اور اللہ میاں کی سلامتی کی نیاز اور خواجہ خضر
والیاس کا فاتحہ مینڈہا بکرا دلیہ بیڑا اور امام مہدی علیہ السلام کی نیاز اور علی صغر کا
فاتحہ یہ سب بے موقع کام ہیں اور تیرہ تیزی اور بارہ وفات سنیوں کا عقیدہ ہے شیعوں نے

کیا علاقہ ہے آرہے حضرت امیر حمزہ کا فاتحہ بدلیل حکم نوحہ اپنے مردوں نے پہلے
شب برات کو دلانا بے ماخذ نہیں گو اُنکی وفات اُسدن نہیں ہوئی اور نان و حلوہ
کی پابندی موتے کے طعام میں ولایتی رسم ہے توشہ اور جوڑیوں میں بھی اسی
نظر سے ہوتا ہے التزام تو اچھا نہیں خصوصیت بیجا ہے جو بن پڑے سو پکائے
مگر بدون تشریع مضایقہ بھی نہیں ہے اور اعمال شب قدر اور ترویح اموات
مروز شب برات عید میلاد کی منافی نہیں اس شب میں اموات کی رہائی ہونا
اعدا فنکے لئے عمل خیر بجا لانا دو نو امر بے سند نہیں ہیں پس بعضے معاصرین تازہ
ولایت کی تعریض بیجا ہے اور نان حلوا کو حلوا مائدہ سے ماخوذ سمجھنا یہ بھی خطا ہے
البتہ عید کے سنویونکا ماخذ سلونونکا تہوار معلوم ہوتا ہے اُنکے یہاں ہر تہواروں کی
چیزیں معین ہیں اُسیکا اتباع مسلمانوں نے کیا ہے حلوا گوشت سویونکا تینوں
عیدونمیں التزام کرلیا خیر اشتراک ہے تخصیص نہیں بدون التزام و خصوصیت
مباح کہیں تو کچھ حرج نہیں ہے آرہے چراغاں اور آتشبازی افراط ہے حالت سے زیادہ
صرف کرنا اسراف ہے وجہ اسکی معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں رائج ہے شرعی تو
شرعی کوئی عرفی بھی نہیں کہہ سکتا اور عید میلاد امام کو سبب ٹھہرانا غلط بات ہے
سنیونمیں شیعونسے زیادہ اور مقدم پایا جاتا ہے بمقابلہ دیوالی دسہرہ کے قائم
ہوئے ہوں تو عجب نہیں چنانچہ عورات فاتحہ شب برات کو میت امسالہ کے حق میں
مردونمیں داخل ہونیکا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ماخذ اس عقیدہ کا قول ہنود ہے کہ
کاگانوت یعنی کناگت کو وہ ایسا ہی سمجھتے ہیں یا کوئی سلطانی بات ہو کسی
جشن فتح کے ساتھ ہو ہند سے ایجاد ہو یا ایران و توران خواہ شام روم سے
غرض شرعی اور حکمی بات نہیں البتہ چراغان کے باب میں احتمال کر سکتے ہیں کہ شب قدر
کی راہ سے حسب عادت اپنے اہل سنت نے کسیقدر مساجد میں روشنی کی بغرض فتنہ

ثبہ گئی ہے عوام نے مسلمانوں کی دیوالی سمجھ لی ہے یہ قاعدہ ہے عالم میں
کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے چنانچہ مشک چھڑوانے امام باڑہ یا نقل مشاہد متبرکہ یعنی درگاہ
کربلا کے ضمن میں دراصل چھڑکاؤ ہے اب جس قصد سے کرتے ہیں بہت لغو اور
صرف بیجا ہے اور اسراف ہے البتہ کسی مسجد امام باڑہ وغیرہ میں یا کسی مومن مسکین
کے مکان پر پانی بھروا دینا یا سبیل رکھنا پیاسے کو پلانا ہو سکتا ہے یا وقت ضرورت
آب پاشی کرائیں تو کیا مضائقہ ہے علیٰ ہذا القیاس لباس رنگیں سیاہ سبز نیلا پیلا جو ہوتا
رائج ہے دراصل بقصد ماتم و ترک زینت ہے سو لباس سیاہ جہنم کا لباس اور
عباسیوں کا شعار ہے اور آبی و نیلا اور سبز جو اسکا بدلہ ہے ماتم سے اسکو کیا علاقہ ہے
اسیوجہ سے جو نکو ورعروس کو پہناتے ہیں اور زنگاری اور لاجوردی ہو نگیا وغیرہ
رنگین اور سبز اطلس کے پاجامے شلوکے ریشمین لچھا اور زرد فیتے جو بڑے شہر دنمیں
اور بعض قصبوں میں معمول اور مستعمل ہیں محض سنگار ہے امر شرعی نہیں ہے اور نہ ماتم
اسکو سروکار ہے ترک زینت بھی اسکو قرار دینا انصاف سے بعید ہے پہنے
پرانے میلے کچیلے کپڑے ماتمی لباس ہیں یا بناؤ سنگار کرنا ترک زینت کے بہانے زینت
کرنا شرما ولیحا و محبت کا دعوی اور یہ رنگیلا پن عجب محبت ہے اور محرم کی چاند رات
کو لباس بدلنا نہانا دھونا کنگھی چوٹی سر مڑوانا کہ پھر عشرہ بھر یا سیوم یا چہلم تک
میسر نہو کا عجب پیش بندی ہے میاں جسحالت میں چاند ہو گیا اسمیں نہانا کیسی
چال ہے اور شرع کی رو سے تو پاکیزہ رہنا اور جمعہ کو لباس بدلنا بھی روا ہے
اس تطویل سے معلوم ہوا کہ نذر و نیاز کا لفظ اپنے محل و موقع پر مستعمل نہیں اور
جو جو قیود و شرط لازم و ملزوم سمجھ رکھے ہیں افراط و تفریط سے خالی نہیں اور
قول و فعل عوام سے صاف تشریع ٹپکتی ہے اور رسوم جہالت اور اختراعات
صوفیہ و مذاہب جنیہ و ہنود کی اکثر متابعت کیجاتی ہے۔ تو ہے تصوف و شرک

مباح جانتا شرع سے چشم پوشی اور سہل انگاری کو کام فرمانا نہ چاہیے دین کا معاملہ بہت نازک ہے
بندہ نے تاویل توجیہ کر لی تو کیا ہوا خدا تو عالم الغیب ہے جسکی قربت و طاعت منظور ہے اُس
مالک کے حکم و شرع پر چلنا ضرور ہے جس نبی و امام کی ترویج و نیابت مطلوب ہے اُنکے قول
و فعل کی پیروی میں کیوں قصور کرتے ہو جملہ رسوم اہل ہند کو بوجہ اختلاف بلاد اور
اختراعات وزانہ ضبط کرنا طاقت بشری نہیں کچھ بطور نمونہ لکھا گیا پس لازم ہے کہ
کر بے سمجھے بوجھے کسی کے قول و فعل پر عمل نہ کریں اور کسی کی مراد بر آتی دیکھکر اُس منت کو
سمت سمجھنا خلاف تدین ہے اول تو راوی غیر معتبر ہیں دوم یہ کہ عقیدہ رہبر ہے [1]
كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ اور روایات ضعیف اور خواب دلیل
شرعی نہیں ہیں اور معجزات و واقعات کا مطلب سمجھنا مشکل ہے خدا کے فضل سے حاجت
اور چہارم معصوم کے صاحب معجزات و کرامات ہونے میں کلام نہیں مگر طریق میں بحث
ہے سخی کے دربار سے کوئی محروم نہیں پھرتا مگر خلاف قاعدہ مانگنے والا محروم رہتا
ہو جاتا ہے عمر ناخوش افزود و آبرویم کاست میں کیا مزا ہے وہ کام کرو کہ ہم خرما و ہم
ثواب ہو جو چیز بلا وقت طاعت و قربت و عبادت ہو اُس سے تجاوز نہ کریں جھگڑے
بکھیڑے میں نہ پڑیں بہت لوگوں کی یہ عادت ہے کہ اپنے مطلب کے موافق لفظ لکھ کے
استفتا کر لیا یہ اچھا نہیں سوال کا جواب ملتا ہے پھر اسکا ہی مطلب سمجھنا شرط ہے اصل لفظ آیت
اور مرجحیت کو چھوڑ کر اباحت اور جواز کو پوچھنا اور یہ کہنا کہ صاحب ثواب نہیں تو عذاب
بھی تو نہیں یہ جو بیکاری اور ناچاری کے کام میں تو مضائقہ نہیں عبادات اور طاعات میں
ایسا کرنا دینداری کے خلاف ہے سخن پروری اور رسوم پر اصرار اور اتباع سنت سے
دست برداری خلاف عقل ہے عمل قلیل سنت کے موافق بحکم حدیث اُس عمل کثیر سے جو بدعت ہے
کہیں بہتر ہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وہ مولا ڈرتا ہے جسکو خوف خدا نہیں اسکو کیا اثر

[1] ہر گروہ اپنے ہنر پر خوش ہیں ۱۲

ہوتا ہے اور تو کس گنتی میں ہے رسول اللہ کی شان میں [1] اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا آیا ہے
یعنی ہے وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [2] اور اسکی توفیق کے سیدھی راہ چلنا پل صراط
کا رستہ ہے اسیوجہ سے [3] اَلصِّرَاطُ دِيْنِيْ حضرت نے فرمایا الحمد للہ کہ نذر کی شرطوں سے فراغ ملا اب
ادائے نذر کا بیان ہے پس جب شرائط خمسہ مکمل ہو کر نذر منعقد ہو گئی تو بعد حصول سبب
اور نیل مطلب بحسب اپنے قصد اور منت کے اُسیوقت اور اسی مکان میں اُسی کیفیت سے جو نذر کی
بجالانا اسکا واجب و لازم ہے کہ تفاوت نہ ہو ورنہ اعادہ کرنا پڑیگا اور کبھی مخالفت سے کفارہ بھی لازم ہو جاتا
ہے جیسا کہ عمداً بیان ہو چکا کہ مخالفت کرنے میں کفارہ لازم ہے اور کفارہ نذر کا یمین و قسم کا کفارہ ہے
اور وہ بردہ آزاد کرنا ہے یا دس محتاجوں کو پیٹ بھرنا یا دس ننگوں کا تن ڈھکنا اور نہ ہو سکے تو تین
روزے اور بقول دیگر کفارہ خلاف نذر مثل کفارہ ماہ رمضان کے ہے یعنی ساٹھ روزہ یا ساٹھ مسکین
یا ایک بردہ اور قول اول روزہ میں پہلا اور دو منتوں میں پہلا اور احوط بردہ ہے اور
لاچاری میں استغفار ہے اور آیا بعد مخالفت کے فقط کفارہ ہے یا نذر کو بھی بجالاوے مثلاً پندرہویں
رجب کا روزہ منت تھا اور نہ رکھا یا دو رکعت نماز روزانہ منت تھی ایکدن جان بوجھکر نہ پڑھے تو
فقط کفارہ دینا پڑیگا اور قضا ساقط یا روزہ قضا بھی کرے اور نماز بدستور پڑھتا رہے حکم
یہ ہے کہ اب تعمیل نذر کی ضرورت نہیں فقط کفارہ کافی ہے علیٰ ہذا ہر نذر کا حال ہے جب نذر کو
اُسکے وقت پر نہ بجالاوے تو کفارہ لازم ہے اور قضا ساقط ہے اور جب نذر کے ادا کرنیکی قوت
یا قدرت نہو تو فرض ساقط ہے اصل نذر سے عاجز ہو یا جز سے یا شرط سے یا وصف سے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [4] جو بن پڑے سو کافی ہے علیٰ ہذا جو مراد حاصل نہو یا وقت
سے پہلے حاصل ہو جاوے تب بھی ادائے منت کی حاجت نہیں اور جس شخص کی بابت سالگرہ ہو جب
وہ مر جاوے تو منت کا بجالانا واجب و سنت نہیں البتہ اگر اپنی زندگی تک نذر کی ہو تو ترک نکرے

---

[1] بس تو ڈرسنانیوالا اسکا ہے جو ڈرے اس سے یعنی قیامت سے [2] اور اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہے سیدھی راہ [3] پل صراط
میرا دین ہے [4] تو ڈرو اللہ سے جسقدر تم سے بن پڑے ۱۲

اور جس صورت میں نذر مطلق ہو دن مقرر نکیا ہو تو تعجیل سنت ہے اور بقولے ادائے نذر
واجب فوری ہے پس جہاں تک ممکن ہو تاخیر نکرے تو احوط اور اگر مستحب نذر کرے اپنے خواص اور
احکام مخصوصہ سے خارج نہیں ہوتا فقط حکم بدل جاتا ہے سنت سے فرض ہو جاتا ہے پس عید کی
قربانی کی اگر منت مانے تو مالک کو اسمیں سے کھانا بدستور سنت ہیگا یا نماز سنتے نذر کی
تو بلا ضرورت فقط الحمد سے اور نشستہ اور ایستادہ دونوں طرح بدستور اول ہو سکتی ہے
علی ہذا نافلہ مغرب بعد والحمد مغربیہ کی عشا کے بعد پڑھنی چاہیے اسیطرح اور احکام
میں اور جب نذر کیصورت معین نکرے تو حسب احکام شرعی بجالانا ضرور ہے پس نماز کی منت میں
اگر رکعت معین نہوں تو دو رکعت بیٹھکر یا کھڑے ہو کر بجالاوے بلکہ ایک ایستادہ بھی
کافی ہونا محتمل ہے اور زیادہ رکعتیں معین کی ہوں تو دو دو رکعت پر سلام دیگر بہر حال
صورت شرعی کے مطابق پڑھے اور جس وقت اور جس مکان اور جس مسجد میں نذر کی ہوں
اسکی پابندی لازم ہے اور جماعت کا قصد ہو تو فرادی نپڑھے فرادی اور مطلق کو جماعت
سے پڑھ سکتا ہے اور روزہ میں بھی وقت و مکان کی اور گنتی اور توالی اور تواتر کی رعایت ضرور
ہوگی اور اگر مطلق یا متفرق نذر کئے ہوں تو اختیار ہے برابر رکھے یا متفرق اور حیض و نفاس و سفر
کا درمیان میں آجانا عذر شرعی ہے توالی میں فرق نہیں آتا اور اگر بفور حصول منت بجالانا
مقید کیا ہو چاہے سفر میں ہو یا گھر پر ہو تو سفر میں بھی رکھہ سکتا ہے اور اگر اتفاق سے
مراد ایسے دن حاصل ہو کہ اسدن روزہ رکھنا منع ہو جیسے عید بقرعید تو احوط قضا ہے اور
عاشورہ کو نذر کا دن آپڑے تو پورا روزہ رکھہ سکتا ہے اور ماہ رمضان میں نذر پوری ہو
تو وہی روزہ کافی ہے لیکن اگر روزہ کو بگاڑ دیگا تو دوہرہ کفارہ دینا پڑیگا ایک نذر کا
ایک ماہ رمضان کا اور حج کی یا عمرہ و طواف کی منت ہو تو حسب قانون اسلام خانہ کعبہ کا
حج بجالاوے اور بیت المقدس کو جانا یا مشاہد مشرف کی زیارت کافی نہوگی اور اجمیر کو جانا
کا کافی ہونا تو درکنار بدعت و حرام ہے اور پیادہ پا نذر ہو تو سوارہ حج کرنا کافی نہوگا الا ضرورت

ولاچاری میں صحیح ہے اور جہاز میں کھڑا رہنا چلنے کے بدلے واجب نہیں ہے البتہ مستحب ہے
اور بیت اللہ شریف کی زیارت کی منت ہو تو کعبہ کو جانا ہوگا اور خانۂ خدا کہے تو مسجد کی
زیارت کافی ہے اور حج کی منت کرکے مر جاوے تو اسکے مال سے مثل دین کے ادا ہوگا اور اگر
نذر کرے کہ خدا بیٹا دے تو میں اسکو لیکر حج یا زیارت کو جاؤنگا اور قبل ایفائے نذر مر جاوے
تو اسکے بیٹے کو مال میت سے حج یا زیارات کو لیجاوینگے اور اسکے حصہ میں یہ روپیہ مجرا نہ پڑیگا
اور اعتکاف یعنے چلہ کشی کی منت ہو تو تین روز سے کم نہوگا اور زیارات مشاہد مشرفہ
کی نذر ہو تو اصل مقابر مقدسہ پر جاوے نقلی کربلا میں یا مدفن ضرائح پر جانا کافی نہیں ہے
اور اعتکاف و زیارت میں بھی وقت کی رعایت لازم ہے اور ادائے زیارت کو مشاہد معین
حاضر ہونا کافی ہے اور اقرب جو سلام ہے بضرورت لمتعارف اور زیارت مسجد یعنی مسجد معین
جانیکی منت ہو تو فقط جانا کافی ہے کسی عبادت کی ضرورت نہیں اور شیخ نے فرمایا ہے کہ
دو رکعت تحیۃ لازم ہے اور بردہ آزاد کرنیکی منت ہو تو ایک بردہ بچہ یا بڑا غلام یا لونڈی
صحیح سالم یا بیمار اور عیبی آزاد کر دینا کافی ہوگا بردہ سے مراد وہ کافر ہے جو لوٹ میں آوے
یا کافر سے خریدیں یا کسی اور ذریعہ سے قبضہ میں آجاوے یا دار الحرب اور دار الکفر سے پڑا ملا ہو
یا ایسے شخص کو کسی مسلم سے خریدیں گو وہ بردہ مسلمان ہوگیا ہو اور شب جگی کی منت ہو
تو مغرب کے وقت سے صبح تک عبادت خدا میں جاگ کر بسر کرنا واجب ہوگا نماز قران دعا درود
تسبیح ذکر جو کچھ ہو اور تلاوت قران کی نذر ہو تو کل یا جزو جو نذر کرے اسیقدر صحیح طور سے
پڑھے اور اگر سیپارہ کا نام لے تو ایک ٹکڑہ کافی ہے اور ختم کہے تو کل پڑھے اور اگر مقدار
پارہ کی معین نکرے تو جسقدر میسر ہو کافی ہے اور کل بجا نتا ہو تو سیکھکر پڑھنا یا کسی کے ساتھ ساتھ
پڑھنا احوط ہے اور سجدہ کی نذر ہو تو مثل سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت سجدہ شکر کے سجدہ کرنا احوط ہے اگرچہ
محض زمین پر ماتھا ٹیکدینا بھی کافی ہو سکتا ہے جسطرح اور جس رخ اور جس چیز پر چاہے ہو
اور ہدی کی نذر ہو تو کعبہ میں کہے یا مسجد میں اور کسی مکان میں اور جانور قربانی جانور دینگا

چھوڑ دینا یا بلیدان کرنا کافی نہیں بلکہ ناجائز ہے اور ہدی کا جانور معین ہو تو خیر ورنہ گائے
بیل اونٹ بھیڑ بکری میں سے کوئی جانور ذبح کر دے اور جملہ شرائط قربانی اس میں
شرط نہیں کم سن اور عیب دار کی ہدی ہو سکتی ہے اور یاد رہے کہ ہدی واجب میں
سے خود نہیں کھا سکتا اور نہ اجرت میں قصاب کو دیسکتا ہے اور کھال بھی تصدق
کرنا واجب ہے اور عید قربان کے اضحیہ یعنی قربانی کی کھال بھی تصدق کرنا واجب نہیں
بلکہ سنت ہے اور نذر کا جانور ملک سے خارج ہو جاتا ہے امانت شمار ہوگا اگر کھو دیگا
یا مار دیگا تو قیمت دینی پڑیگی اور خود گم ہو جاوے یا تلف ہو جاوے تو یہ ضامن
نہیں ہے ہاں معمولی نگہبانی لازم ہے اور ہدی یعنی نیاز کعبہ کے سوا محض قربانی
کی نذر ہو تو ہر جگہ ذبح ہو سکتی ہے اور تعمیر مسجد و مدرسہ و حسینیہ و نہر و چاہ و پل
و سرائے وغیرہ کی منت ہو تو بقدر کارآمد و نام چارہ کے کافی ہو جاویگی مگر بہتر
اوسط درجہ ہے اور خدمت مساجد کی منت ہو تو چراغ بتی جاروب کشی فرش
بچھانا اذان دینا مسجد کی خدمت میں شامل نہیں اور مرمت و درستی کی داخل ہونے میں
تامل ہے پس اگر بذات خود کرینگے منت ہو تو خود کرے اور مطلق خدمت کی نذر ہو
تو اختیار ہے آپ کرے یا کسی سے کرا دے نوکر چاکر خادم اولاد جو کوئی ہو اور
غسل کی نذر کرے تو ارتماسی و ترتیبی دونو طرح اور ہر وقت میں کافی ہیں اور
تسبیح کی نذر ہو تو تسبیح اربعہ یا تسبیح سیدہ بلکہ فقط سُبْحَانَ اللّٰہِ کافی ہے اور کچھ
معین کرے تو وہی کرے اور درود کی منت ہو تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ
پڑھے کافی ہے اور مجلس کی منت کی ہو تو مومنین کو جمع کر کے کچھ فضائل و
مصائب پڑھنا پڑھوانا کافی ہے مگر شرط یہ ہے کہ صحیح شرعی طور سے ہو غنا و باجے

۱؎ اور تعزیہ بنانے کی منت ماننا اگر صحیح شمار کیا جاوے تو مسے یعنی چھوٹا سا بھی کافی ہے بشرطیکہ اس میں
براق وغیرہ جاندار کی تصویر نہو اور دریا نہو اسراف نہو اور براق بنانا منت بلا منت دونوں طرح ناجائز ہے

ومضامین لغو وجھوٹ ہو آور نیاز اور اہل مجلس کی مدارات کی ضرورت ہنیں ہے کرے
اختیار ہے بلکہ بہتر ہے ہاں اگر نیاز کا قصد ہو تو قلیل کثیر جو کچھ میسر آوے شیرینی کھانا
شربت چار کچھ ہو بانٹ دے یا کھلا پلا دے آور جنس آور مقدار آور جگہ اور وقت معین
ہو تو ویسا کرے علی ہذا حلیہ صدقات ومبرات وخیرات کا حال ہے اگر جنس اور وزن
اور مصرف اور جگہ اور وقت اور زمانہ معین ہو تو ویسا کرے ورنہ مختار ہے جس
نیک کام میں اور جسقدر اور جسوقت اور جو چاہے لگا وے بشرطیکہ مال حلال طیب و
پاکیزہ ہو مال حرام رشوت وسود وغصب ہوا ور نجس اور ہندو کا بنایا ہوا ہو تو
نذر ادا ہونا تو درکنار الٹی معصیت گلے پڑے گی یہ ہنیں جانتے کہ [۱] انما یتقبل
اللہ من المتقین ایسے ترنوالہ سے شربت کا پیالہ کہیں افضل ہے اگر دس مصلی
یا مومن ومومنہ کو کھلانے کی منت ہو یا دس آدمیونکے سیر کرنیکی نذر ہو تو خود
ساتھ یا جدا اس نذر نیاز سے کھا سکتا ہے مضایقہ ہنیں آور پانچ سیر یا دس سیر مثلاً
کم وزیادہ مقدار نیاز کی معین کردے ہو تو اس مقدار میں سے نہ خود کھا سکتا
ہے نہ عیال کو دیسکتا ہے خواہ فاتحہ سے پہلے یا پیچھے اگر لحاظ اس حکم کا ہنو گا تو نذر
سے بری الذمہ ہنو گا اگر آپ بھی اسمیں سے کھانا مقصود ہو تو بقدر اپنے صرف کے
مقدار زیادہ کرلے اور صغیر وکبیر ملے جلے ہوں تو مقدار پوری ہو گی ورنہ صغیر کا
کھلا دینا کافی ہنیں [۲] لا یجوز اطعام الصغیر منفرداً ویجوز مختلطا رواہ
الشیخ فی الاستبصار اور کل گھربار کے لٹا دینے کی نذر ہو اور طاقت سے باہر
ہو تو قیمت لگا کے چند دفعہ کر کے خیرات کر دینا درست ہے آور حاضری کی منت
ہو تو نیاز حضرت عباس کافی ہے مگر احوط حسب معمول ہے کم ہو یا زیادہ بشرطیکہ
تشریع کا قصد ہنو ورنہ اصل نذر میں کلام ہوگا چنانچہ گذرا آور اگر کونڈہ کی منت ہو تو

[۱] بس قبول کرتا ہے اللہ پرہیزگاروں سے [۲] کافی نہیں کھلانا بچوں کا تنہا اور جائز ہے شامل میں ۱۲

تو دو تغاری جسکو کونڈہ کہتے ہیں کسی قسم کے طعام سے بہر دینا کافی ہے چھوٹا ہو یا بڑا علیٰ ہذا صحنک میں ایسی رکابی وطباق جو عرف میں صحنک کہلا وے کافی ہے اور درخت کی منت ہو تو کسی چیز کا پیڑ لگا دینا کافی ہے جسکے سایہ یا پہل سے لوگ آرام پاویں گہاس پہوس کے درخت کافی ہوں گے اور عبادتخانہ کے واسطے کچہہ نذر کرے تو مکہ ومسجد تو یقیناً داخل ہیں باقی حسینہ ومدرسہ میں تامل ہے۔ اور کلیسا وگرجا ومندر وغیرہ مسلمان کے حق میں عبادت خانہ نہیں اور کافر کی منت صحیح نہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت منت کی شئے کو معین نہ کرے اور شرع سے اوسکی کیفیت مقرر نہو تو عرف اور لغت کی راہ سے بجالاوے اور باقی احکام نماز روزہ حج عمرہ وطواف زکوٰۃ فطرہ خمس جہاد امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اعتکاف اور وقف اور تحبیس وسکنی وعاریہ وہدیہ وعطیہ وعتق وصدقہ وابراء واسقاط وخیرات ومبرات وبیراث ویمین وقسم وغیرہ کی اپنی جگہہ رسائل فقہ میں مذکور ہیں یہاں سب کی تشریح دشوار ہے بقدر اطلاع وتنبیہ کسیقدر لکہدیا کہ پوچہنے اور سیکہنے کا خیال پیدا ہو اور اسبات کو جانے کہ شرع میں ہر کام کے حکم مقرر ہیں رسم ورواج ہی کے غلام نہ بنے رہیں اب ایک بات باقی رہی کہ آیا فاتحہ دلانا نذر ونیاز پر شرط ہے یا نہ اور اُسکے کیا معنے تفصیل اسکی یہ ہے کہ فاتحہ دلانا نذر ونیاز پر اور نیاز دلانا آب وطعام پر نہ نذر کا جزو ہے نہ ایصال ثواب کی شرط ہے کہ خواہ مخواہ پڑہیں خود نجانیں یا احتیاط کریں تو کسی مرد بزرگ کو تلاش کریں جب کوئی فاتحہ پڑہے نیاز دے تو نیاز ہو فاتحہ لگے اور نذر کہلاسے نہیں تو نہیں یہ عقیدہ عوام کا بیجا ہے فقط صدق نیت سے کرنا کافی دعا فی ہے اصل صورت اس کی یہ ہے کہ سورہ الحمد کا پڑہنا

طعام کے ساتھ جمع ہیں الوظیفتین ہے یعنی دو نیک کام ایک ساتھ کرنا ہم
طعام و ہم کلام اور اہل ولایت کا یہ قول و فعل ہے کہ اول طعام بعدہ کلام
یہ طریقہ انسب اور انفع معلوم ہوتا ہے ہم خرما و ہم ثواب نہ کھانا گرد ہوگا نہ حافظ
و قاری کا جی سرد ہوگا قلوب تازہ ہوگا تو پڑھنے میں بھی خوب جی لگے گا اور
سنت میں تشریع سے بچے گا اور یہ کہنا کہ خالی تھالی بیٹھے کیا کریں اتنی کھانا آئے
اتنے کچھ پڑھا ہی کریں اس کا بھی مضایقہ نہیں جیسا موقع دیکھا ویسا کرلیا خلاصہ
کلام اگر طعام و کلام بلا قصد تشریع ہو فبہا نور علی نور ہو نہیں سہی کچھ حرج
نہیں اور عورت و مرد دونوں فاتحہ پڑھ سکتے ہیں عورتوں کا احتیاط کرنا بیجا ہے
البتہ حایض و نفسا نہ پڑھے تو اچھا ہے شاید اسی پردہ پوشی کو عورات نے
یہ التزام کرلیا ہے کہ ہر حالت میں فاتحہ پڑھنا ترک کردیا ہے اور عورت کی
بے اختیاری خیرات جاری میں اسکا سبب ہو یہ بھی محتمل ہے مگر تخصیص
بے محل ہے اور نیز فقط سہاگن کے باب میں یہ عذر پیدا ہوسکتا ہے نہ
ہر عورت کے لئے اور نہ ہر حالت میں اور ناخواندگی مانع ہو یہ بھی گمان
ہے الغرض فاتحہ پڑھ کر ثواب پہونچانا امر خیر ہے لیکن نماز جنازہ کی طرح
طعام میت پر فاتحہ پڑھنے کو محل فاتحہ کا وادی مقدس سمجھ کر فاخلع
نعلیک کی تعمیل کرنا یعنے جوتہ نکال کر اوکڑو بیٹھ کر یا مودب دست بستہ
کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا زائد و منقول ہے تعظیم قران مجید شرع
شریف میں اسکا نام نہیں یوں صبح و شام تمام قران خاص و عام پڑھتے
ہیں کوئی یہ کام نہیں کرتا اور سے بعد تلاوت اہدائے ثواب کے وقت اگر
ہاتھ اٹھائیں تو مضایقہ نہیں کہ وہ دعا ہے اور دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے
شاید اصل اس رسم کی اتنی ہے ہو اور اب بڑھ گئی افسوس ہے کہ ان بے اصل

چیزوں کی پابندی تو اسقدر اور جو اصل تعظیم قرآن ہے اوسکی رعایت کم
پائی جاتی ہے اگر ہے تو برائے نام ہے یعنی باوضو ہوکر صحیح صحیح مخارج کی رعایت
سے قربۃً الی اللہ یعنی عبادت جانکر ملا روبیا پڑھنا جیساکہ آداب قرآن اور تعظیم
کلام ہے کوئی خیال نہیں رکھتا اور پانیکا پاس رکھنا بھی لوازمات فاتحہ سے
نہیں ہے اگر پانیکا ثواب پہونچانا مقصود ہے تو وہ پلانے سے ہوتا ہے نہ کہ
خود نوشجان فرمانے سے یا ستو نیر چھڑکنے اور بھانے سے اور پھر پڑھتے وقت
آگے رکھنا چہ معنی اور مشار الیہ گردانے کو بھی انحصار ضروری نہیں ہے بلکہ قبل
از انعیال مستحق اہدائے ثواب قبل از مرگ دادیلا ہے جب آب وطعام مسکین کے
ہاتھ پلہ پڑ چکے اُسوقت ثواب بخشنے تو دیا ہے دیا نہ دلایا ابھی سے فاتحہ چہ معنی
اور آب وطعام کے لئے کوری مٹی کے برتن کا ہونا ہنود سے سیکھا ہے یہ کچا
مذہب انہیں کا ہے جنکا جھوٹا مذہب ہے وہی جھوٹ کو مانتے ہیں ہم تو سؤر [۱]
المؤمن شفاء کو حق وصدق جانتے ہیں جب گھر کی ہنڈیا میں پکتا ہے تو گھر
کے باسنیں کھلانیسے کیا لگتا ہے اور سفالی اور گلی کی قید کب واجب لازم
ہے مٹی یہ کچی تانبا پیتل کچ بلور چینی یعنی گلٹ سلٹ کوٹ پہرت سب دائے ہے
پاکیزہ ہو نجس وناپاک اور سونے چاندی کا ہو اور کسی مسجد میں یا کسی مومن کو
دینا منظور ہے اس نظر سے کوری کی تجویز ہے تو بہتر ہے مگر برتا ہوا بھی تو دے
سکتے ہیں یہی معلوم رہے اور آسانی اور سہولت کا عذر ہر جگہ پاؤں نہیں چلتا
اور احتیاط کے واسطے [۲] جعل الماء طہورا ہے بہرحال پانی کا پاس رکھنا
اور کھانے پر فاتحہ پڑھنا اسپر کیا سند ہے فاتحہ درود ختم مردہ کو پڑھکر بخشا جاتا ہے
نہ اس پانی دانے پر پڑھا جاتا ہو یہی بنا ہے کہ عوام اُسکو جھوٹا اور تبرک سمجھتے ہیں

۱ مومن کا جھوٹا شفا ہے ۱۲ ۲ بنایا گیا پانی پاک کرنے والا ۱۲

اور فاتحہ خواں کو پیاس ہو تو بھی خواہ مخواہ پیے اور اگر بہ تقدیر نہ پیے تو ستون پر
چھڑک دیتے ہیں خدا غارت کرے فرقہ بدعیہ کو جنکی بدولت یہ سب فتور مسلمانوں میں
پھیل گئے دین میں داخل ہو گئے دم بہار الحق اور یا غوث الاعظم والوں کا
یہ سب ایجاد بے بنیاد ہے معاشرت اور صحبت سے شیعوں میں بھی اثر کر گیا مرزا فصیح
وغیرہ نے کلمات دعا کو تسہیل کی نظر سے نظم کر دیا تھا کہ بعد مجلس غرا پڑھا کریں
کہ محل اجابت دعا ہے رفتہ رفتہ مجلس کے بعد فاتحہ منظوم اور کھڑے ہو کر ضروری
ٹھہر گیا۔ اور فاتحہ دیگر برائے بارش باراں و شفاء بیماراں اوپر ایک اور بند
لگ گیا ہے مرثیہ خواں نے ابتدا میں بحکم حدیث افتتاح فاتحہ کیا پڑھا کہ سب
حاضرین و سامعین پر فاتحہ پڑھنا انکے ساتھ گویا مستحب ہو گیا العظمۃ للہ
کیا سے کیا ہو جاتا ہے پر کا کبوتر بنجاتا ہے جو امر کوئی ملا مولوی یا حکیم طبیب
کسی موقع اور مقام کے لئے تجویز کرتا ہے رفتہ رفتہ عام ہو جاتا ہے اور
شدہ شدہ اسکا التزام ہو جاتا ہے ضروری ٹھہر جاتا ہے ضرورت بلا ضرورت
کرنے لگتے ہیں مثلاً کنگنا ورسانا پینے زچا خانے اور تعزیت کی رسمیں اور
نذر و نیاز فاتحہ کے لوازم اور فاتحہ خیر سب اسی قسم سے ہیں کہ بعد از دعائے
خیر کسی پڑھے لکھے نے بحق سورۃ الفاتحہ کہا ہو گا اب بعد تعزیت ایک فاتحہ خیر
رسم پا گیا جس سے فاتحہ خیر پڑھو یعنی صبر کرو مشق ہوا خیر بہر حال آیا فقط صدق
دل سے نیت کرنا کافی ہے یا منہ سے ثواب بخشنا ہی چاہیے قواعد شرع سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہ سے کہنا چاہیے ہدیہ میت اور ترویح ارواح
ایک ہدیہ یا نیابت ہے اور اسمیں صیغہ اور عبارت درکار ہے چنانچہ نماز
ہدیہ سنت میں بھی نقل ہوا ہے اور اصالتاً و نیابتاً دونوں طرح صحیح ہے خیر
بہر حال اب یہ جاننا چاہیے کہ جب کھانا مصلی و دعوتی کے سامنے رکھدیا آیا

اُسکی ملک ہو جاویگا یا بعد قبضہ کرنے اور ناتمہ رکھنے کے یا لقمہ کرنے پر ہضم
کر جانے پر ہضم ہو جاتا ہے اسمیں خلاف ہے اور نتیجہ خلاف کا یہ ہے کہ آیا
اُس سے لیکر دوسرے کو دیدیں یا بدل دیویں تو روا ہے یا نہ رعایت
احتیاط فریقین کو لازم ہے برضاے یکدگر مہمان و میزبان عمل کریں
**خاتمہ** نذر زجر سے مراد بقصد قربت نفس کا روکنا ہے فعل مرجوح سے یا ترک
راجح سے بروے دین ہو یا بروے دنیا چاہے فعل واجب اور سنت
اور اولی ہو چاہے ترک حرام و مکروہ و ترک اولی ہو اور صورت اُسکی
یہ ہے اِن فعلت کذا فللہ علی کذا یا ان لم افعل کذا فللہ علی کذا
یعنی اگر فلاں بد کام کروں تو مجھپر للہ یعنی خدا کے لئے یہ امر لازم ہے
پس در صورت خلف وعدہ ایفاے نذر لازم ہے باقی احکام وہی ہیں
جو نذر مجازات اور شکر میں گذرے اور نذر تبرعی کے احکام اور
مسائل وہی بعینہ نذر مجازات کے احکام ہیں فقط اتنا ہی فرق ہے
کہ اسمیں بلا شرط کسی مراد کے نذر ہوتی ہے یوہیں ایک امر کو بغرض
خوشنودی خدا اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں اور عہد کے احکام بھی
نذر کی مثل ہیں اور عبارت عہد عاہدت اللہ ہے
یعنی خدا سے عہد کرتا ہوں قول کرتا ہوں یا اقرار کرتا ہوں
کہ ایسا کروں تو مجھپر یہ امر لازم ہے پس اگر امر معہود واجب و سنت
یا ترک حرام و مکروہ یا فعل راجح اور عمدہ کام ہو یا ترک مرجوح اور ناکارہ
ہو تو اپنے عہد پر قایم رہے اور برعکس ہو تو عہد پر قایم رہنا لازم
نہیں ہے بلکہ خلاف کرنا چاہیے اور کفارہ اُس عہد کے خلاف کا جس کی
پابندی ضرور ہے مثل کفارہ نذر کے ہے اور نذر لجاج یعنے طلاق و

وعتاق پر ہمارے مذہب میں باطل ہے جیسا کہ عوام الناس یشتی
کہا کرتے ہیں کہ اگر ایسا کروں یا نہ کروں تو اس شخص کی زوجہ پر
طلاق ہے یا میرا بردہ آزاد ہے علیٰ ہذا یہی وقسم طلاق وعتاق پر
باطل اور لغو ہے اور بردہ آزاد کرنے کی نذر جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے
وہ دوسرا امر ہے اوسمیں باختیار خود بردہ آزاد کرنا ہوتا ہے ایسی
خود بخود آزاد ہوتا ہے۔ اَعتقنا اللّٰہُ وَاِیَّاکُم مِنَ النَّار
وَوَفّقنا بِطلانِ الدُنیا بِحُرمۃِ حَیدرِ الکرّار وَص...
عَلیٰ مُحَمّد وَآلِہِ الاَطہار

## قطعہ تاریخ نتیجہ فکر معنی رس سخن پرور
## مولوی شیخ غلام عباس صاحب سہارنپوری منہر

| | |
|---|---|
| ہیں جو عابد حسین نیک صفات | عالم باعمل ملائک خو |
| سالک مسلک طریق رشاد | رونق شرع و زیب دین حق جو |
| راست گوئی میں دیکھو باک نہیں | ایسے دیکھے سُنے نہیں حق گو |
| نذر و منت کے باب میں واللہ | کیا رسالہ لکھا ہے دیکھو تو |
| ہو گئے سُن کے ان مضامین کو | غالی اور ناصبی خجل دونو |
| دین کی رہ کو اونسے صاف کیا | شرک و بدعت کے خار تھے جو جو |
| نذر اور عہد کی کسوٹی ہے | کھرے کھوٹے کو ہو متو کس لو |
| سال تصنیف تم ہی کہدو منہر | کیا کیا دور شرک و بدعت کو |

۱۳۰۰ھ